THE
SENATE OF PAKISTAN
DEBATES

OFFICIAL REPORT

Wednesday, June 08, 2011
(71st Session)
Volume IV, No.04
(Nos.1-16)

CONTENTS

		Pages
1.	Recitation from the Holy Quran	1
2.	Leave of Absence...	1-2
3.	Discussion on the appointment of Leader of the Opposition	2-11
4.	Discussion on the Finance Bill 2011-12	11-42

Printed and Published by the Senate Secretariat, Islamabad.

Volume-IV SP.IV(04)/2011
No.04 130

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Wednesday, June 08, 2011

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at fourteen minutes past eleven in the morning with Mr. Chairman (Mr. Farooq Hamid Naek) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔

اَوَ لَمْ یَرَوْا اَنَّ اللّٰہَ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَ یَقْدِرُ ط اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ ﴿۳۷﴾ فَاٰتِ ذَاالْقُرْبٰی حَقَّہٗ وَ الْمِسْکِیْنَ وَ ابْنَ السَّبِیْلِ ط ذٰلِکَ خَیْرٌ لِّلَّذِیْنَ یُرِیْدُوْنَ وَجْہَ اللّٰہِ ز وَ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۳۸﴾

ترجمہ: کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ اللہ جس کے لیے چاہتا ہے رزق کشادہ فرما دیتا ہے اور (جس کے لیے چاہتا ہے) تنگ کر دیتا ہے۔ بیشک اس میں ان لوگوں کے لیے نشانیاں ہیں جو ایمان رکھتے ہیں۔ پس آپ قرابت دار کو اس کا حق ادا کرتے رہیں اور محتاج اور مسافر کو (ان کا حق)، یہ ان لوگوں کے لیے بہتر ہے جو اللہ کی رضامندی کے طالب ہیں، اور وہی لوگ مراد پانے والے ہیں۔

(سورۃ الروم، آیات 37 تا 38)

Leave of Absence

جناب چیئرمین: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ Leave applications لے لیتے ہیں۔ مولانا عبدالغفور حیدری صاحب ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 3 جون کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے۔ اس لیے انہوں نے اس تاریخ کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: راجہ محمد ظفر الحق صاحب نے ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 8 اور 9 جون کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: محترمہ عافیہ ضیاء صاحبہ ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 7 جون کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکی تھیں، اس لیے انہوں نے اس تاریخ کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

Mr. Chairman: We may now resume consideration of the motion moved by Dr. Abdul Hafeez Shaikh, Minister for Finance, Revenue, Planning and Development, Economic Affairs and Statistics, on 3rd June, 2011:–

> "That the Senate may make recommendations to the National Assembly on the Finance Bill, 2011, containing the Annual Budget Statement, under Article 73 of the Constitution,".

Discussion on the Appointment of the Leader of the Opposition.

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل: جناب چیئرمین! اس وقت ہمارے ایوان میں ایک اہم مسئلہ آپ کی طرف سے Leader of the Opposition کی نامزدگی یا انتخاب کا ہے، جس کو ہم نے ایوان میں challenge کیا ۔ اس کے مختلف اسباب ہیں۔ اس میں اپوزیشن کے ممبران کے حوالے سے majority اسحاق ڈار صاحب کی بنتی ہے۔ اس حوالے سے ایوان میں باقاعدہ دلائل دیے گئے۔ اس بارے میں ہماری درخواست تھی کہ آپ اپنے فیصلے کو review کریں، اس میں فلاں فلاں خامیاں ہیں اور اس پر ہم نے ایوان کا بائیکاٹ بھی کیا۔ ہم آپ سے درخواست کرتے ہیں کہ آپ نے اس بارے میں کیا فیصلہ کیا ہے؟

جناب چیئرمین: میں بتاتا ہوں۔ جی غلام علی صاحب۔

سینیٹر حاجی غلام علی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب والا! محترم نے فرمایا ہے کہ اس فیصلے کو review کرنا چاہیے۔ میں کہتا ہوں کہ ایوان کا مزید وقت ضائع نہ کیا جائے۔وہ مسلم لیگ (ق) کے سینیٹر طارق عظیم صاحب کا آج رات کا انٹرویو سن لیں۔ انہوں نے جیو ٹی وی پر کہا کہ ہم اس سے انکار نہیں کر سکتے کہ ہم پارٹی کے خلاف ووٹ دیں گے۔ بجٹ میں ہماری پارٹی کا لیڈر جسے کہے گا اسے ووٹ دیں گے، ہم no confidence movement میں اس کے پابند ہیں تو پھر نذیر ناجی صاحب نے کہا کہ پھر تو آپ اپوزیشن کے ساتھ بھی زیادتی کر رہے ہیں، آپ خود کہہ رہے ہیں کہ ہم ووٹ نہیں دے سکتے ہیں، آپ خود کہہ رہے ہیں کہ ہم اپنے لیڈر کی بات مانیں گے، آپ خود کہہ رہے ہیں کہ ہم اس کے پابند ہیں، اگر یہ چیز آپ میں سے کسی نے نہیں سنی تو وہ اٹھ کر کہہ سکتا ہے۔ اس لیے باہر جا کر ایک تشریح ہو اور اس ایوان میں آ کر دوسری تشریح ہو۔ مسلم لیگ (ن) نے فیصلہ کیا ہے کہ ہم موجودہ system کو تباہ و برباد کریں گے۔ اس کے لیے انہوں نے کہا کہ اگر کوئی option نہ رہا تو پھر ہم استعفیٰ دیں گے تاکہ جو جمہوریت چل پڑی ہے، اسے تباہ و برباد کر کے پھر کوئی ایسا system لایا جائے، پھر کسی کی چھتری کے نیچے آیا جائے۔ ہمیں ایک dictator یا شخصی آمریت قبول نہیں ہے۔ یہ بتائیں کہ یہ کس کے لیے کام کر رہے ہیں؟ اس لیے ہم کہتے ہیں کہ اگر وہ ووٹ نہیں دے سکتے اور وہ خود کہہ رہے ہیں، رات کو انہوں نے پوری قوم کے سامنے یہ بتایا ہے تو پھر آپ کیوں ایوان کا وقت ضائع کر رہے ہیں۔ آپ لوٹا کریسی کو کیوں فروغ دے رہے ہیں؟ خدا کے لیے آپ یہ چیزیں بند کریں اور بجٹ پر جائیں۔

(مداخلت)

سینیٹر ڈاکٹر عبدالمالک: جناب چیئرمین! یہ الفاظ واپس لیں، ہم نے کسی آمر کو support نہیں کیا نہ ہم یہ کسی آمر کے لیے کر رہے ہیں۔ آمر کو تو آپ نے support کیا، آپ ہمیں یہ کیوں کہتے ہیں۔ Kindly آپ یہ الفاظ واپس لیں، ہم اس پر سخت protest کریں گے۔ ہم نے کسی آمر کو support نہیں کیا ہے، ہم آمروں سے لڑے ہیں۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: جناب چیئرمین! میرے خیال میں اس طرح کی sweeping statement دینا مناسب نہیں ہے۔ اس کو ذاتی مسئلہ نہ بنایا جائے، یہ آنے والے وقت کے لیے rules کا تعین ہو رہا ہے اور یہ اس حوالے سے بہت اہم ہے، اس کو sentiments اور جذبات کے ساتھ

نہ دیکھا جائے۔ مسلم لیگ (ن) کے صرف سات ووٹ ہیں، کس کو نہیں پتا، ہمارے دوسرے سترہ ارکان ہیں اور تمام political parties جو اس وقت اپوزیشن میں بیٹھی ہیں ماسوائے JUI سے معذرت کے ساتھ تمام اس میں شامل ہیں، اس لیے میرے خیال میں ذاتی remarks دینا یا جذبات میں تقریر کرنا، وہ سب کو پتا ہے کہ کون ہر وقت آمریت کی گود میں بیٹھا رہا ہے۔ میں اس میں نہیں جانا چاہتا اور تاریخ کو دہرانا نہیں چاہتا۔ ابھی بھی جو کچھ ہوا ہے، کہاں ہوا ہے؟ کیا ہوا ہے؟ وہ سب کو معلوم ہے لیکن یہاں ذاتیات پر نہ آئیں، سب کے لیے احترام ہے۔ یہ آنے والے وقت کے لیے ایک چیز کا تعین ہے کہ define کریں کہ فاٹا کیا ہے؟ Define کریں کہ independent کیا ہے؟ Define کریں کہ جس کو آپ recognize کرتے ہیں، اپوزیشن کی سیٹیں دیتے ہیں، ان کا ووٹ دینے کا حق ہے کہ نہیں؟ یہ چیزیں clear ہو جائیں۔ آپ clear کریں گے، اس سے اتفاق ہوگا، ہو سکتا ہے کسی کو اتفاق نہیں ہوگا، اس کی اگلی remedy دیکھی جائے گی۔ میرے خیال میں اس پر نہ جذباتی ہونے کی ضرورت ہے نہ اس پر سیاست چمکانے کی ضرورت ہے۔ مہربانی کر کے سب اس ایوان کے تقدس کا خیال رکھیں۔

مسلم لیگ (ن) کو candidate بنایا گیا، میں ان کا احترام کرتا ہوں، میں مسلم لیگ کے behalf پر میں ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں کیونکہ otherwise تو ہم ساتھ تھے، یہ چوبیس لوگ ہیں۔ میرے خیال میں اس طرح کی ایک sweeping statement دینا اور اس طرح کے allegations لگانا مناسب نہیں ہے، اس سے تلخی پیدا ہو گی، اس سے معاملات حل نہیں ہوں گے۔ یہ طارق عظیم صاحب کا جو point raise کر رہے ہیں، وہ ایک point ہے کہ آیا وہ کیا ہے؟ اب آپ کے سامنے کل ANP نے اس خط کو disown کیا، آپ کے record پر ہے۔ حاجی عدیل صاحب نے کھڑے ہو کر کہا کہ چوہدری شجاعت کو کوئی right نہیں ہے کہ اس خط میں ہمارا ذکر کریں اور کہیں کہ اس اپوزیشن کی appointment or selection میں ہمارا کوئی role ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم حکومت میں ہیں، ہم حکومت میں رہیں گے۔ آپ کل کی کارروائی نکالیں۔

میرے خیال میں اگر اس طرح ہم آپس میں الجھیں گے، یہ الجھنے کی بات نہیں ہے، پہلی دفعہ یہ نئے issues raise ہوئے ہیں، ان کو settle کرنے کی بات ہے۔ According to rules, according to law, according to Constitution once and for all settle ہونے چاہییں۔ میں گزارش کروں گا کہ مہربانی کر کے اس میں ذاتیات کا مسئلہ نہ لائیں اور نہ ہی آپ اس

طرح کے derogatory remarks دیں، یہ سب کو دینے آتے ہیں۔ اگر کوئی یہ سمجھے کہ وہ اپنی آواز raise کر کے اور اس طرح کے بیانات دے کر میڈیا سے کھیلے گا یا gallery سے play کرے گا تو یہ پھر دوسروں کو بھی آتا ہے۔ ہم ابھی تک بڑے احترام کے ساتھ، بڑے تحمل کے ساتھ، بڑی بردباری کے ساتھ handle کر رہے ہیں۔ Even if we want to take a decision, who am I? it is the twenty four members, they have to take a decision, they have to make a strategy. ظاہر ہے کہ میں ان کا grateful ہوں کہ انہوں نے مجھے اپنے ایک nominee کے طور پر propose کیا وہ خط آپ کے record میں ہے۔ میرے خیال میں اس کو اسی spirit میں دیکھیں۔ اس ایوان کا جو ماحول ہے، اس کو پراگندہ نہ کیا جائے۔ مہربانی۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جاوید علی شاہ صاحب۔

سینیٹر سید جاوید علی شاہ: شکریہ جناب چیئرمین! آپ جب سے چیئرمین سینیٹ بنے ہیں، آپ نے یہ محسوس کیا ہو گا کہ اس ایوان کا نظام بڑے احسن طریقے سے چلتا رہا ہے۔ یہاں لوگوں نے اگر اپوزیشن کا کردار بھی ادا کیا تو بڑے خوبصورت طریقے سے ادا کیا۔ میں نے آپ کو اس ایوان میں آج تک اس واقعے سے پہلے کبھی controversial نہیں پایا۔ اس کے بہتر جج آپ ہیں، آپ نے بھی یہ محسوس کیا ہو گا کہ سب لوگ آپ کی عزت اور احترام بہت صحیح طریقے سے کرتے ہیں۔ جناب والا! یہ پہلا واقعہ ہے جس سے آپ کی شخصیت بھی controversial نظر آرہی ہے۔ میں بہت معذرت کے ساتھ کہہ رہا ہوں، ایسا نہیں ہونا چاہیے تھا۔ دو سال سے زیادہ کا عرصہ گزر گیا، کچھ عرصہ رہتا تھا۔ جس احسن طریقے سے اس ایوان کا نظام چل رہا تھا اگر چلتا رہتا تو بہت بہتر تھا۔

جناب والا! ہم مارشل لاء، اور dictators کا رونا روتے رہتے ہیں اگر خوش قسمتی یا بد قسمتی سے ہمیں موقع مل گیا ہے کہ آج یہاں political rule ہے، لوگ claim کرتے ہیں کہ ہم democracy کی طرف جا رہے ہیں تو جناب والا! جمہوریت کے تین pillars ہوا کرتے ہیں patience, tolerance and flexibility, اس واقعے نے ان تینوں کی دھجیاں اڑا دی ہیں۔ آج ہم جس democracy کے champion بنتے ہیں، وہ ہمیں خلا میں نظر آرہی ہے، اس کے نیچے سے یہ pillars نکل گئے ہیں۔ بہتر ہوتا کہ ہم اس کو اس طریقے سے دیکھتے کہ برداشت کا دامن نہ چھوڑتے۔ جناب والا! ممکن ہے کہ پاکستان کے کئی کروڑ عوام کو زرداری صاحب کا ایوان صدر میں بیٹھنا اچھا نہ لگتا

ہو، انہیں آج کی حکومت اچھی نہ لگتی ہو، پنجاب کی صوبائی حکومت شاید آپ کو اچھی نہ لگتی ہو مگر ایک دوسرے کو اس لیے برداشت کیا جاتا ہے کہ agree to disagree is democracy اور اگر ہم اس چیز کو ایک طرف پھینک کر فیصلے کریں تو پھر dictators کے فیصلوں میں اور جمہوری لوگوں کے فیصلوں میں کیا فرق رہ جائے گا؟ میں سمجھتا ہوں کہ جو لوگ آپ کو مشورہ دے رہے ہیں کہ آپ اس طرح کریں اور اس ایوان کو local bodies کے اداروں کی طرح چلائیں، وہ آپ کے دوست نہیں ہیں، نادان دوستوں سے دانا دشمن بہتر ہوتے ہیں، آپ ان کی بات کی طرف دھیان نہ دیں بلکہ آپ خود سوچیں۔ آپ صدرِ پاکستان یا وزیراعظم سے خود بات کریں کہ کس طریقے سے ایوان کو چلانا چاہیے۔

جناب چیئرمین! جمہوری گاڑی کے دو پہیے ہوتے ہیں حکومت اور اپوزیشن۔ دو پہیوں پر یہ گاڑی چلتی ہے۔ آپ نے عام حالات میں بھی دیکھا ہو گا کہ جو نوجوان one wheel استعمال کرتے ہیں اور اپنی موٹر سائیکلوں کو one wheel پر چلانے کی کوشش کرتے ہیں وہ hit ہو جاتے ہیں تو ہم وقت سے پہلے کیوں one wheel پر آ رہے ہیں اور حکومتی امداد سے کچھ ممبران لے کر اپوزیشن لیڈر بناتے ہیں۔ یہ نظام کیسے چلے گا؟ بہت بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین: بابر غوری صاحب! آپ بات کر لیں تاکہ پھر میں جواب دے دوں۔

سینیٹر بابر خان غوری: جناب چیئرمین! میں صرف اتنا کہوں گا کہ آئین کے آرٹیکل 67 کے تحت rules بنے ہوئے ہیں۔ ہم دو دن سے اس پر بحث کر رہے ہیں۔ سینیٹ کا ایک تقدس ہے اور آپ کا بھی ایک تقدس ہے۔ آپ چیئرمین سینیٹ ہیں۔ ظاہر ہے آپ پر بھی کچھ ممبران کی طرف سے انگلیاں اٹھ رہی ہیں۔ یہ مناسب چیزیں نہیں ہو رہی ہیں۔ سینیٹ کا ایک بہت برا impact عوام میں گیا ہے۔ اس کو Rules 33, 49, 132 and 237 کے مطابق حل کرنا چاہیے۔ میں سمجھتا ہوں کہ سارے سنجیدہ سیاستدان یہاں موجود ہیں۔ آپ ایک میٹنگ بلائیں اور اس کو resolve کر لیں۔ یہ اچھی چیز نہیں جا رہی ہے۔ ہمیں چاہیے کہ ہم rules کے مطابق فیصلہ کریں اور پھر سب کو چاہیے کہ اس کو accept کریں کیونکہ اس وقت عوام کا focus ہے کہ مہنگائی کے خلاف سینیٹ کیا کر رہی ہے، لوڈشیڈنگ کے خلاف سینیٹ کیا کر رہی ہے اور Law and Order کے بارے میں سینیٹ کے ممبران کیا کر رہے ہیں؟ یہاں آپس میں اگر ہم دست و گریباں نظر آئیں تو پہلے ہی سیاستدانوں کا image بڑا خراب ہے اور اس طرح مزید خراب ہو جاتا ہے۔ لہذا یہ اچھی چیز نہیں ہے۔

آپ قانون کے مطابق فیصلہ کر لیں۔ سب کو بلالیں اور سب کی بات سن لیں۔ جو میرٹ پر آپ فیصلہ کر لیں اس کو سب لوگ accept کریں گے۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جی، مولانا صاحب۔

سینیٹر مولانا عبدالغفور حیدری: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ، جناب چیئرمین۔ آپ نے جو فیصلہ فرمایا ہے وہ حقائق کو سامنے رکھ کر، قانون اور ضابطے کو سامنے رکھ کر فیصلہ کیا ہے۔ اگر اس فیصلے پر کسی کو بھی اعتراض تھا تو شائستگی کا راستہ موجود تھا، آئین اور دستور کا راستہ موجود تھا۔ ہمارا independent group ہے، پہلے بھی حزب اختلاف کے ساتھ یہ لوگ نہیں تھے اور ایک اپنی دکان بنائی ہوئی تھی تو 5 تاریخ کو سینیٹ کی تاریخ میں جس طرح انہوں نے اپنے رویے کا اظہار کیا اور جو الفاظ استعمال کئے اور آپ ہی تھے کہ بار بار ان الفاظ کو ریکارڈ سے حذف بھی کر رہے تھے۔ یہ ہمیں طعنہ کیوں دیتے ہیں۔ اس کا آغاز انہوں نے خود کیا ہے۔ ایک جمہوری عمل کو سبوتاژ کرنے کے لئے۔ جہاں تک اخبارات کی بات ہے۔ ہم تین دن سے مسلسل خاموش رہے ہیں اور اخبارات میں انہوں نے جس طرح چاہا خبریں چلائیں۔ ہماری اکثریت کو اقلیت میں تبدیل کرنے کی کوشش کی۔ یہ بات بڑی واضح ہے۔ آج بھی اگر آپ فیصلہ فرماتے ہیں کہ وہ حضرات جو مسلم لیگ (ق) میں شامل ہیں اور کل آپ کے سامنے انہوں نے اعتراف کیا کہ ہم مسلم لیگ (ق) میں ہیں۔ اگر ان کا ووٹ بنتا ہے اور ان کی اکثریت بنتی ہے تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن ہر چیز کو قانون کے دائرے میں دیکھنا ہوگا۔ ضابطے کے دائرے میں دیکھنا ہوگا کہ ایک پارٹی بیک وقت حکومت میں اور بیک وقت اپوزیشن میں ہے۔ یہ منطق بہرحال سمجھ سے بالاتر ہے۔ اس بات پر زور نہیں دینا چاہیے۔ احتجاج ایک جمہوری حق ہے۔ اگر آپ نے سمجھا کہ شاید آپ کی نظر میں کوئی حق تلفی ہوئی ہے تو ایک شائستگی کے ساتھ اور جمہوری روایات کو سامنے رکھتے ہوئے اس سینیٹ کے تقدس کو سامنے رکھتے ہوئے آپ کو اپنے نقطہ نظر کے اظہار کا حق تھا لیکن اگر آپ الزام تراشی پر آتے ہیں تو پھر یہ بات بڑی واضح ہے کہ وہ کونسی جماعت ہے جس جماعت کا آغاز اور پرورش مارشل لاء سے ہوئی ہے اور اس تسلسل کو اب تک کسی نے رد نہیں کیا ہے۔ یہ سارے حقائق ہیں۔ اگر پنڈورا بکس کھلتا ہے تو پھر ہمیں بھی اس کا جواب دینا آتا ہے۔ میں بڑا احترام کرتا ہوں اپنے تمام دوستوں کا اور ہم نے مل کر چلنا ہوگا۔ دیکھیں، جمہوریت جیسی بھی ہو، آپ نے دو دفعہ عسکری قیادت کو بھی پارلیمنٹ میں بلایا ہے۔ یہ ایک جمہوری حکومت یا ایک جمہوری عمل کا کارنامہ تھا ورنہ کیا

اس سے پہلے کبھی یہ لوگ آئے ہیں اور کبھی in camera briefing دی ہے۔ آج یہ کہا جاتا ہے کہ یہ بات اگر نہیں مانی گئی تو پھر ہم استعفے دیں گے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک تھوڑی سی جمہوریت جو پٹڑی پر چل پڑی ہے اس کو بھی تباہ و برباد کیا جائے۔ پھر وہ آنے والی قوتیں کون ہو سکتی ہیں اس کا ہم سب کو اندازہ ہے۔ ہمارے ملکی حالات اس طرح کے agitation کے بھی متحمل نہیں ہیں۔

جناب چیئرمین! میں اس ضمن میں یہ عرض کرنا ضرور مناسب سمجھوں گا کہ آج ایران کے President نے یہ بیان دیا ہے کہ امریکہ پاکستان کے ایٹمی اثاثوں تک پہنچنا چاہتا ہے اور ایٹمی اثاثوں کو اپنی تحویل میں لینا چاہتا ہے۔ یہ بڑی شرمناک بات ہے۔ جو قرارداد ہم نے 13,14 مئی کو پاس کی تھی، اس قرارداد پر فوری طور پر عمل درآمد ہونا چاہیے تھا۔ اس قرارداد پر عمل درآمد کرنے میں جتنی تاخیر ہوگی اس سے مایوسی پھیلے گی۔ اسی طرح لوگ پریشان ہوں گے، پاکستانی قوم پریشان ہوگی کہ ایک قرارداد پارلیمنٹ پاس کرتی ہے اور پارلیمنٹ آئینی طور پر ایک سپریم ادارہ ہے اور اس کی قرارداد کا لحاظ نہیں رکھا جاتا ہے۔ میں یہ بات بھی واضح کرنا چاہتا ہوں کہ اگر اکتوبر 2008 کی قرارداد پر عمل درآمد ہوتا یا اس کے بعد 2009 میں جو قرارداد پاس ہوئی تھی اگر ان قراردادوں پر عمل درآمد ہوتا تو میں سمجھتا ہوں کہ بہت اچھی پیش رفت ہو چکی ہوتی اور ہمارے جو اس وقت ملکی حالات ہیں شاید یہ حالات پیدا نہ ہوتے۔ اس لئے اپوزیشن اور حکومت کو مل کر جو قومی ایشوز ہیں کم از کم ان پر ہمیں یکسو ہو کر سوچنا بھی ہوگا۔ یہاں جو قراردادیں پاس ہوتی ہیں تو وہ عمل درآمد کے لئے پاس ہوتی ہیں۔ اس حوالے سے میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں مل کر اسی سسٹم کو بڑھانا بھی ہوگا اور مضبوط بھی کرنا ہوگا۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: آپ کا موقف آ گیا ہے۔ شکریہ۔ جی بابر صاحب! آپ کچھ کہنا چاہیں گے۔

سینیٹر ڈاکٹر ظہیر الدین بابر اعوان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

Mr. Chairman, just now my friend has raised the point which is not related to the controversy which they were arguing amongst them. Two distinct things he has said. No.1, regarding the implementation of the contents of the Resolution; the Government has already started that. Let me make this clear that we have no hesitation and absolutely no fear because we believe in the empowerment of the Parliament.

دوسری بات۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ پاکستان کے borders سے پرے کہیں کوئی تبصرہ کیا گیا ہے پاکستان کے Nuclear Assets کے بارے میں let me make this clear on behalf of the Government of Pakistan کہ پاکستان کے جو strategic اثاثے ہیں وہ نہ صرف محفوظ ہیں بلکہ وہ محفوظ ہاتھوں میں بھی ہیں۔ کسی کو اس بارے میں کوئی غلط فہمی نہیں ہونی چاہیے اور پاکستان کے جو اثاثے ہیں اگر کسی کا یہ خیال ہے کہ ان پر کوئی میلی آنکھ ڈال سکتا ہے اور ان کو کوئی نقصان پہنچا سکتا ہے تو یہ وہی والی آواز ہوگی جو آج سے ڈیڑھ سال پہلے لگائی گئی تھی کہ اسلام آباد 50 کلومیٹر رہ گیا ہے۔ یہ غلط فہمی پہلے بھی ہم نے دور کی ہے اور انشاء اللہ آئندہ بھی اگر یہ غلط فہمی کسی کے ذہن میں ہوئی تو اس کو بحیثیت قوم ہم دور کریں گے۔

I just want to correct this on record. Thank you.

Mr. Chairman: Thank you. I have been hearing the members on the issue with regard to the notification which has been issued appointing Maulana Haidari as the Leader of the Opposition. There is a division in the House, I can see that, which is very visible. Legal complexities are involved in the matter which I feel must be resolved as per rules law and Constitution. Suggestions have come yesterday that the legal experts be heard and the issue be determined after hearing the legal experts in the House. In my view, these proceedings will have a very long and historical impact on the future parliamentary traditions and practices in Pakistan. Keeping every thing in mind, I have decided in the interest of justice, equity and fair play to hear the legal experts in the matter. What is the format that has to be decided? I would like to invite Mulana Haidari *Sahib* as well as Ishaq Dar *Sahib* to meet me today after the sitting and decide amicably how and when the discussion should take place on the issue by the legal experts.

تاکہ اس مسئلے کو حل کر لیا جائے جیسے کہ دونوں صاحبان کہیں گے اور اگر اختلاف ہوگا تو انشاء اللہ جو صحیح ہوگا وہ فیصلہ کر کے اس کی discussion start کر دیں گے۔ آپ دونوں نام بھی دیجئیے گا جو چاہتے

ہیں کہ یہ legal experts ہیں but I want to make it very clear that no politics, only law Constitution and rules پر فیصلہ ہوگا۔ امید ہے ہاؤس کو یہ منظور ہے۔

(اس موقع پر ایوان نے منظوری دی)

جناب چیئرمین: شکریہ، ڈار صاحب اور حیدری صاحب after the session دونوں میرے پاس آجائیں، بڑی مہربانی ہوگی ہم بیٹھ کر format decide کر لیتے ہیں۔ مگر discussion ہوگی that is my ruling.

Senator Mohammad Ishaq Dar: I appreciate your approach on the whole issue. Reason being

جیسے میں نے پہلے بھی عرض کیا کہ نہ یہ مسلم لیگ (ن) کا issue ہے نہ میرا ذاتی issue ہے it is going to have a long term bearing. I think let us settle it as per rules, laws and Constitution. That is all.. اس کے علاوہ کوئی ایسا مسئلہ نہیں ہے ورنہ یہ آنے والے وقت میں precedent بن جائے گا۔ جو بھی کوئی حکومت ہوگی وہ last time maneuver کر کے۔۔۔۔۔

Mr. Chairman: Dar *sahib,* it will have a very long, long impact on the parliamentary traditions and practices.

Senator Mohammad Ishaq Dar: There should be no politics.

Mr. Chairman: No politics, please focus on law, Constitution and Rules. Thank you. I am very happy that the House has agreed with my ruling and Insha Allah.......

سینیٹر محمد جہانگیر بدر: جناب والا! اگر آپ مجھے اجازت دیں تو اس میں ایک چیز add کر لیں۔ The parliamentary practices of different Houses in the....

Mr. Chairman: Rules and the Parliamentary practices.

سینیٹر محمد جہانگیر بدر: اس میں سے اگر آپ اس کو نکال دیں گے تو صرف law

جناب چیئرمین: نہیں آپ کی بات آگئی ہے۔ جہانگیر بدر صاحب thank you for the suggestions we have added Rules and Procedure, Law, Constitution and Parliamentary Practices. جی سیف اللہ صاحب۔

سینیٹر سلیم سیف اللہ خان: جناب چیئرمین ڈیڑھ ماہ پہلے آپ کے علم میں ہے کہ وسیم سجاد صاحب نے اس عہدے سے استعفیٰ دے دیا تھا۔ مجھے اس بات پر افسوس ہے کہ ڈیڑھ ماہ میں کیوں آپ نے، آپ کے آفس نے، حکومت نے۔۔۔ اپوزیشن سے اس پر پہلے رائے لینی چاہیے تھی۔

جناب چیئرمین: چلیں اب تو فیصلہ آچکا ہے۔

سینیٹر سلیم سیف اللہ خان: پہلے ماہرین سے پوچھنا چاہیے تھا اب تو بدمزگی پیدا ہوئی۔

جناب چیئرمین: کوئی بدمزگی نہیں ہوئی۔ شکریہ، سیف اللہ صاحب، اب اس کو چھوڑیں past میں جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ لاٹ صاحب پلیز debate start کیجیئے۔

سینیٹر گل محمد لاٹ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ جناب چیئرمین! سب سے پہلے تو میں وزیر خزانہ ڈاکٹر عبدالحفیظ شیخ صاحب کو مبارکباد دیتا ہوں۔

(اس مرحلے پر اپوزیشن نے walk out کیا)

جناب چیئرمین: میرا خیال ہے you should attend the House.

Senator Mohammad Ishaq Dar: We will need consultation.

جناب چیئرمین: بخاری صاحب، بابر صاحب آپ ذرا ان سے بات کر لیجیئے۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: ہم آپ کے پاس حاضر ہو جائیں گے۔

جناب چیئرمین: جی لاٹ صاحب۔

Discussion on the Finance Bill 2011-12

سینیٹر گل محمد لاٹ: جناب والا! جن حالات میں یہ بجٹ پیش کیا گیا ہے اور اس بجٹ میں کوئی بھی نیا ٹیکس نہیں لگایا گیا۔ ہماری شہید چیئرپرسن محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ کا بھی یہ vision تھا کہ ملک میں جتنے بھی غریب لوگ ہیں ان کو maximum relief دیا جائے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس

بجٹ میں کوئی نیا ٹیکس نہ لگا کر غریب لوگوں کو relief دینے کی پوری پوری کوشش کی گئی ہے۔ جناب والا! ہمیں یہ بھی دیکھنا ہوگا کہ جن حالات میں یہ بجٹ آیا ہے۔ آخری سال پاکستان میں جو سیلاب آیا تھا اس کی وجہ سے ہماری معیشت پر اثرات پڑے ہیں اس صورت حال کو دیکھتے ہوئے اس سے بہتر بجٹ لانا مشکل تھا۔ جناب والا! اس سے پہلے کہ میں بجٹ پر اپنے comments دوں میں یہ کہوں گا کہ 9/11 کا واقعہ پاکستان کے باہر ہوتا ہے۔ اس میں تین ہزار کے قریب لوگ مارے جاتے ہیں لیکن اس کے نتیجے میں ہمارے پڑوس میں ایک جنگ شروع کی جاتی ہے۔ اس واقعہ میں کوئی بھی پاکستانی شامل نہیں تھا اور پنتیس ہزار پاکستانی، جس میں ہمارے پانچ ہزار فوجی بھائی بھی شامل ہیں ان کو شہید کیا جاتا ہے۔ اس کی average 9 to 10 person روزانہ بنتی ہے۔ جناب والا! اس کے نتیجے میں ہماری معیشت پر جو اثرات ہوتے ہیں، پچاس بلین ڈالر کے قریب 9/11 کی وجہ سے ہماری معیشت کو خسارہ ہوا ہے۔ دس ارب ڈالر سے زیادہ سیلاب کی وجہ سے ہماری معیشت کو نقصان ہوتا ہے اس کے باوجود کوئی نیا ٹیکس نہ لگانا۔

Federal Excise Duty میں rebate دینا اس حکومت کا ایک انتہائی اہم اور اچھا قدم ہے۔

Sir, if you allow me then there are various points which I would like to read and then I will continue my speech.

جناب والا! Substantial increase کی گئی ہے

27% in exports outstripped growth of 3.2% in imports which cause the trade deficit to improve 10.8% workers remittance totally at US$ 9.05 billion in the first ten months of current year, showing increase of 23.8% foreign exchange reserve amounted to US$ 17.1 billion by the end of April, 2011. Foreign direct investment stood at 1230 million during July to April, 2010-11 as against 1725 million US dollars last year, thereby showing a decline of 28.7% primarily due to the volatile condition in our country.

Mr. Chairman, overall theme of the budget is to protect the fragile recovery by curtailing non-development expenditure, effective implementation of new tax measures and elimination of untargeted subsidies.

Sir, now, I would like to read the points regarding the facilities provided in the budget.

First of all, reduction in the rate of General Sales Tax from standard 17% to 16%.

میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک بہت ہی bold measure ہے

which will help us in controlling the inflation to some extent. This measure would cause revenue loss of Rs.35 billion to the exchequer. I would recommend that existing tax net be broadened with gradual reduction in the rate of General Sales Tax to 14%, which, being an indirect tax, would benefit the consumers.

جناب والا! اس کا جو ہمیں نقصان ہوگا، اس کے لیے ہمیں ضرورت ہے کہ ہم اپنے tax net کو بڑھائیں۔ اس وقت ہمارا tax net 1.1% ہے ہماری population کا جبکہ ہمارے پڑوس کے ممالک میں یہ tax net 8% سے 10% ہے۔ ہمارا GDP ratio اس وقت 3.5% to 4% کے قریب جا رہا ہے جبکہ ہمارے پڑوس ممالک میں GDP کا ratio 10% سے 18% تک ہے۔ جب تک ہم اپنے tax net کو نہیں بڑھائیں گے ہمارا GDP ratio نہیں بڑھے گا اور ہمارے ملک کی ترقی بہت مشکل ہے۔

Sir, Government is reducing the overall scope of federal excise duty and completely abolishing 2.5% Special Excise Duty would reduce the burden of multiple taxation, would help in lowering the prices of consumer products, and thereby relief to the consumers. Needless to mention that abolition of Special Excise Duty alone would cost Rs.12 billions to the national kitty. Likewise, reduction in the quantum of excise duty on cement and abolition of excise duty on the services provided by property developers and promoters would encourage construction activity in the country, and thereby adequate increase in employment opportunities, besides reducing the cost of construction. This would certainly encourage the common men to buy their own house. I feel it is also a very

positive measure and in line with the manifesto of Pakistan Peoples Party.

جناب والا! یہاں پر میری ایک suggestion ہے کہ یہاں جو excise duty 3% سے 2% کی گئی ہے cement پر اور یہ وعدہ کیا گیا ہے کہ تین سالوں میں انشاء اللہ ہم اس کو zero کر دیں گے۔ ہمیں اس وعدے پر عمل کرنا ہوگا تا کہ پاکستان میں cement کی prices کم ہوں اور cement کی prices کم ہونے سے ہمارے ملک کے غریب لوگوں کو اپنا گھر بنانے میں آسانی ہو گی۔

Sir, similarly, reduction in the rate of customs duty on pharmaceutical raw materials would reduce the prices of medicine, and thereby a substantive relief to the common man.

دوائیں ہماری زندگی میں ایک اہم role ادا کرتی ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک بہت اچھا قدم ہے، تقریباً medicines items 22 میں ایسے ہیں جن پر duty ختم کی گئی ہے۔

Mr. Chairman, while the number of goods liable to federal excise duty has been reduced substantially and regulatory duty on edible items has been removed, it is also imperative that regulatory duty imposed on certain essential commodities, excluding betel nuts, cigarettes, luxury vehicles (1800cc and above) and such other luxury items, may also be abolished to reduce the burden of taxation on the consumers belonging to poor class.

Mr. Chairman, the revision in the upward limit of duty slabs to enhance the burden of Federal Excise Duty on cigarettes is yet another timely decision, and would certainly discourage smoking.

یہاں پر میں یہ suggest کروں گا کہ smoking پر ہمیں بہت strict rules بنانے چاہئیں اور ہمیں آنے والے بجٹ میں اس سے بھی زیادہ cigarette پر tax لگانا چاہیے۔ آپ کو تو معلوم ہوگا کہ اس وقت Europe میں cigarettes 20 کا ایک packet تقریباً پاکستانی 700 روپوں میں sale ہوتا ہے اور وہاں بھی cigarettes اور liquor پر duty اسی لیے بڑھائی جاتی ہے کہ اس کے استعمال کو کم کیا جائے۔ ایک چیز اور بھی میں یہاں پر suggest کروں گا کہ اگر ہم cigarettes

کی sale پر پوری دنیا میں جو قانون ہے کہ 18 سال سے کم عمر کا کوئی شخص cigarette نہیں خرید سکتا۔ یہ قانون ہمارے ملک میں بھی ہونا چاہیے تاکہ youngsters کو cigarette کے عادی ہونے سے بچایا جا سکے۔

Sir, I would also like to suggest that proposed increase in the rate of value added tax on commercial import from 2% to 3% may also be withdrawn as the same is an indirect tax and burden thereof would be passed on to the consumer; and resultantly a further rise in inflation.

Mr. Chairman, 5−year tariff plan, commonly known as Auto Industry Development Plan (AIDP), which was approved by the Cabinet and notified on 18th December, 2007 with a view to provide a predictable and transparent policy environment to encourage and facilitate investments. The same was also endorsed by the ECC of the Cabinet twice in the months of July and September, 2010.

AIDP has two components, viz reduction in tariff on import of new cars (in CBU) condition) and components/CKD used for the manufacture thereof, and upward revision of tariff on certain indigenized components to bolster the local vendor industry and thereby encourage transfer of technology that would ultimately reduce the prices of locally manufactured cars.

Deferring the implementation of an already approved policy would not only discourage future investments in auto sector, but would also put a question mark on the credibility of the Government. I, therefore, strongly recommend that the 5 year tariff plan (AIDP) must be implemented.

Sir, services contribute to 52% of the total GDP of the country, whereas tax to GDP ratio of services sector is hovering around 16% only for last many years, which is not only putting an

extra burden on the manufacturing sector, but also giving rise to commodity prices, and thereby resulting the inflation in the country.

In all successful economies of the world, it is the service sector that contributes more to the exchequer, whereas in our country a lot of services are still out of the tax net. I, therefore, strongly urge to bring in maximum services to the tax net, which is imperative for a healthy economy.

Sir, Tax Revenue Targets for 2011–12 have been proposed at Rs.1952 billions as against Rs.1588 billions for the current financial year. To the best of my knowledge FBR is although trying its best to achieve the tax collection target of Rs.1588 billions but it seems very difficult. Although the revenue target for 2011–12 is on very higher side and to me based on optimistic presumptions, but I think if our tax machinery is fully charged and geared up, and strive to mobilize all available resources, it is capable of achieving the desired objectives of taking the tax to GDP ratio to 10% by the close of next fiscal year.

Sir, let me also highlight that the proposed increase in salaries of all Government employees by 15%, enhancement of pension by 15% to 20% and increase in conveyance allowance by 25% for Grade 1 to 15 employees is yet another positive measure and would be source of relief to the Government employees to meet the challenge of inflation.

جناب والا! ایک اور بات میں کروں گا کہ ہمارے پچھلے تینوں بجٹ میں labours کے لیے اور غریبوں کے لیے minimum salary رکھی گئی تھی لیکن اس بجٹ میں کچھ نہیں ہے۔ ہم سب کو پتا ہے کہ اس وقت پاکستان میں inflation rate above 13% جا رہا ہے لیکن اس بجٹ میں غریب مزدوروں اور محنت کشوں کے لیے کوئی minimum salary میں اضافہ نہیں دیا گیا ہے۔ Although I am an industrialist لیکن یہاں پر میں یہ recommend کروں گا کہ ہمارے

پہلے بجٹ کی طرح چونکہ اس وقت پاکستان میں بہت زیادہ مہنگائی ہے and that is also because of world situation and world scenario ہے جس طرح پیٹرول کی قیمتیں اوپر کی طرف جا رہی ہیں اس لحاظ سے پوری دنیا میں مہنگائی بڑھ رہی ہے۔ لہٰذا ہمیں بھی اپنے غریب مزدوروں اور محنت کشوں کے لیے کم از کم تنخواہ میں اضافہ دینا چاہیے۔

Likewise, increase in basic tax exemption limit from Rs.300,000/− to Rs.350,000/−

میں اس چیز کو appreciate کرتا ہوں لیکن جناب والا! اس وقت ہمارا جو 4 persons per family کا جو minimum yearly expense ہے وہ تقریباً Rs.450,000/- سے کم نہیں ہے۔ اس لیے ہمیں اس exemption کو Rs.350,000 کی بجائے Rs.450,000/- تک دینا چاہیے تاکہ عام لوگوں کو اس سے relief ملے۔

Similarly, reduction in tax deductable on cash withdrawal from banks.

جناب والا! جب بینک سے cash withdrawal پر initially 0.1% لگایا تھا جس کو آگے جا کر بعد میں 0.3% تک لے جایا گیا اور اس بجٹ میں that has been reduced to 0.2%. میری suggestion یہ ہے کہ آگے جا کر ہمیں اس کو 0.1% پر لانا ہوگا تاکہ cash transactions کو روکا جا سکے اور ملک میں banking culture کو فروغ دیا جا سکے۔

Mr. Chairman, the Government has also announced a major tax relief for the new corporate industrial undertakings. To encourage enhance equity financing and to provide relief to new corporate industrial undertakings established on or after 1st July, 2011, with 100% equity financing, a tax credit equal to 100% of tax payable is proposed. The existing companies may also take benefit under this arrangement if investment in BMR is financed through their 100% equity on or after July 1, 2011. I fully support this proposal as this would be a great force of enhancement of corporate culture in the country and boost up the personal investment in state depending on bank borrowings.

جناب! اس وقت جو ہمارا interest rate ہے اس پر ویسے بھی پاکستان کی inflation کو دیکھتے ہوئے کوئی بھی industry لگانا بہت مشکل ہے ، ساتھ میں ہمارے ملک کے جو حالات ہیں ، جس طرح کے دھماکے ہو رہے ہیں ، جو law and order situation ہے، میری یہاں پر یہ suggestion ہے کہ یہ facility جو Overseas Pakistanis کو دی گئی ہے ، اگر یہی facility ہمارے ملک کے industrialists کو جو یہاں پر رہتے ہیں ، ان کو بھی دی جائے تو ہمارے ملک میں زیادہ industry لگے گی کیونکہ you are very well aware that اس وقت ہمارے ملک کی جو 55 % population ہے that is between 20 and 23 years of age. This means that کہ ہمارے ملک کے دس سے گیارہ کروڑ عوام are looking for jobs. اور ہمارے اس وقت ملک کی جو prevailing law and order situation ہے اس میں industry کم لگ رہی ہے۔ دنیا کے ترقی یافتہ ممالک جو ہیں وہ اپنے ملک کی آٹھ یا نو فیصد سے زیادہ آبادی کو government jobs نہیں دے سکتے تو ہمارے ہاں گیارہ کروڑ عوام اگر new jobs ڈھونڈ رہے ہیں ، اس کے لیے حکومت کو چاہیے کہ ہر قسم کی نئی industry لگانے کے لیے maximum سہولتیں دے اور یہی سہولت جو ہم نے اپنے Overseas Pakistanis کو دی ہے یہی اگر local industrialists کو بھی دی جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس سے ہمارے ملک میں کافی industry آئے گی۔

Similarly sir, condition for filing of wealth tax statement by taxpayers has been enhanced from Rs. 500,000/− income to Rs. 1,000,000/− is also a very positive measure.

Sir, it is also proposed that investment made by non−residents in government securities the withholding tax on profit is deductable @ 10% as final tax. This is very encouraging and would provide relief to the non−resident Pakistanis from the statutory requirement of filing of income tax return; and thereby encouraging them to invest more in the government securities, which in turn would boost our national economy.

یہاں پر ہماری گورنمنٹ کے جو اقدام Overseas Pakistanis کے لیے ہیں ، میں ان کو appreciate کرتا ہوں اور اسی کا نتیجہ ہے کہ آج سے دو سال پہلے ہمارے پیسے جو transfer کیے جاتے تھے foreign countries سے they were not more than 6 to 7 billion dollars. اس دفعہ پہلی بار یہ ہوا ہے کہ مارچ میں we have crossed 1.1 billion dollar in one month اور مجھے یہ پوری پوری امید ہے کہ انشاءاللہ اگلے سال بارہ سے تیرہ بلین ڈالر ہماری foreign remittances آئیں گی جس سے ہماری overall remittance situation improve ہو گی اور ہماری جو financial condition ہے وہ بھی بہتر ہو گی۔

Sir, zero rating of sales tax on the import of plant, machinery and equipment was provided with the intent of promoting industrialization and transfer of technology. The same has however, been withdrawn recently. The imposition of 17% sale tax at this stage will undermine the efforts of the industry for Balancing, Modernization and Replacement (BMR) of their machinery to keep pace with the developing world. Further, the imposition of sale tax at import stage will block huge amounts causing liquidity crunch for the industry.

جناب! spare parts پر اور import of new machines پر اس وقت اگر سترہ فیصد sales tax لگایا جاتا ہے تو ہمارے ملک میں پہلے ہی industry بہت کم لگ رہی ہے اور اس سے ہمارے industrialists کو liquidity problem ہو گا، again bank borrowings کرنی پڑیں گی اور آپ کی industry پہلے سے بہت کم لگے گی۔ اس لیے میری یہ تجویز ہے جو ٹیکس on import of machinery propose کیا گیا ہے اس کو waive off کیا جائے۔

I had an opportunity to discuss this issue with various trade bodies' representatives and other stakeholders of the country, who were of the view that this measure would discourage the industrial development in the country.

I, therefore, strongly suggest that ZERO rating of sales tax on the import of Plant, Machinery & Equipment may be restored, so

as to promote investment, industrialization and acquisition of modern technology.

Mr. Chairman. The total budget outlay is proposed to Rs. 2.7 trillion (US $ 32 billion) of which current expenditure is Rs. 2.3 trillion.------

(Interruption)

سینیٹر حاجی محمد عدیل : لاٹ صاحب، اپنی تقریر بعد میں مکمل کر لیں۔ جناب چیئرمین! میں آپ کی اجازت سے عرض کروں گا کہ ہم نے پرسوں میں بھی ایک token walk out کیا تھا کہ سندھ اور کراچی کے معاملات میں ہماری پارٹی کے ساتھ زیادتی ہو رہی ہے۔ وہاں اگر ہم کسی اغوا کار کو پکڑتے ہیں تو پولیس ہمارے خلاف کیس بناتی ہے۔

جناب چیئرمین : کراچی میں یا پورے سندھ میں ایسا ہے۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل : کراچی کے واقعات کا اس دن بھی ہم نے ذکر کیا تھا، میں دوبارہ اس کی تفصیل میں نہیں جانا چاہتا۔ وہاں صوبائی اسمبلی میں قرارداد بھی ہمارے خلاف پاس کی جاتی ہے اور ہماری اتحادی پیپلز پارٹی اس قرارداد کو support کرتی ہے، یہ encourage کرتی ہے۔ جناب چیئرمین! سندھ میں رینجرز ہمارے خلاف، پولیس ہمارے خلاف، KESC میں ہمارے جو ہم خیال لوگ ہیں ان کو نکالا جا رہا ہے۔ Ports and Shipping میں ہماری تنظیم کو ختم کیا جا رہا ہے۔ کراچی کارپوریشن کے ورکس کے شعبے میں بھی ہمارے لوگوں کو مارا جا رہا ہے۔ ہمارے خلاف مقدمے قائم کیے جا رہے ہیں، ہمارے لوگوں کو قتل کیا جا رہا ہے، تھانوں میں مارا جا رہا ہے اور یہاں تک کہ جیلوں میں مارا جا رہا ہے۔ مجھے دکھ سے کہنا پڑ رہا ہے کہ ہم اس دوسری پارٹی کے اتحادی نہیں ہیں، ہم اس کا مقابلہ بھی کر سکتے ہیں اگر ہمیں free میدان دیا جائے، یہ نہیں کہ ہمارے ہاتھ پاؤں باندھ دیے جائیں اور کہا جائے کہ مقابلہ کرو۔ ہمیں گلہ سندھ میں اپنی اتحادی پارٹی یعنی پاکستان پیپلز پارٹی سے ہے۔ ہم نے اس دن بھی عرض کیا تھا، ہم نے کل کوشش کی تھی کہ ہماری وزیراعظم صاحب سے ملاقات ہو جائے کیونکہ سید قائم علی شاہ صاحب نے پرسوں رات پونے گیارہ بجے مجھے فون کیا تھا، وزیراعظم کے پاس وقت نہیں تھا۔ آج وہ ہمیں فون کر رہے ہیں کہ آ کر ملیں، آج ہمارے پاس وقت نہیں ہے۔

جناب چیئرمین! عوامی نیشنل پارٹی نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ جب تک سندھ میں پاکستان پیپلز پارٹی اپنی اتحادی عوامی نیشنل پارٹی کے ساتھ شانہ بشانہ منصفانہ کھڑی نہیں ہوگی، ہم اس بجٹ اجلاس کا روزانہ بائیکاٹ کریں گے۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔

(اس مرحلے پر عوامی نیشنل پارٹی کے ارکان واک آؤٹ کر گئے)

Mr. Cahirman: Lot *Sahib*, please continue.

Senator Gul Muhammad Lot: The total budget outlay is proposed at Rs. 2.7 trillion of which current expenditure is Rs. 2.3 trillion.

Overall the government has targeted a federal deficit of Rs. 975 billions (4.5% of the GDP) while with Rs. 125 billions cash surplus from provinces consolidated deficit is expected to be Rs. 850 billion (4.00% of the GDP). This looks difficult to be achieved in light of taxation measures announced and I feel government eventually would lower its development spending.

Sir, in the End, while paying my tribute to our leader, our worthy President, Mr. Asif Ali Zardari for providing right direction to the economy, I would like to urge the government to leave no stone unturned for providing relief to the down trodden people of the country, who are in fact the real strength of the Party and a source of inspiration for strengthening the democratic institutions, which is the hallmark of Pakistan Peoples Party and a dream of our martyred leaders.

Sir, I would also like to pay my gratitude to you Mr. Chairman for having provided me an opportunity to address this august House. Thank you very much.

Mr. Chairman: Thank you. Haseeb *Sahib.*

سینیٹر عبدالحسیب خان: جناب چیئرمین، بہت بہت شکریہ۔ میں بجٹ پر بات کرنے سے پہلے ایک بات کا اظہار کرنا چاہوں گا کہ جو کچھ گزشتہ دو دنوں میں ہوا ہے اس پر بہت افسوس ہے اور اس سے زیادہ افسوس مجھے آج ہوا کہ آپ نے بجٹ پر ایک بہت ہی pleasant ruling دی تھی اور ruling دینے کے باوجود ہمارے ممبران کا جو attitude قابل افسوس ہے اور میں اپنے افسوس کا اظہار کرتا ہوں ہم Parliamentarians کو جاننا چاہیے کہ ہمارا اصلی کام غریب کو relief دینا ہے۔ ہمارا اصلی کام قانون سازی کرنی ہے بجٹ اتنا important ہے جس میں لوگوں کی زندگی اور موت کا سوال ہے اگر اس پر بھی ہمارا attitude یہ رہے گا تو ہم باہر کی دنیا کو کیا message دینا چاہتے ہیں ۔مجھے اس پر افسوس ہے۔

جناب چیئرمین! یہ بجٹ اس وقت پیش کیا گیا، جب ہم معاشی بدحالی کی آخری حد تک آ چکے ہیں۔ ہم پر بیرونی قرضے اتنے زیادہ ہوگئے ہیں کہ ہم اس سے زندہ درگور ہوگئے ہیں، ان حالات میں بجٹ بنایا جارہا ہے۔ میں اس حوالہ سے بتانا چاہتا ہوں کہ میری پارٹی ایم کیو ایم نے ان نزاکتوں کو دیکھتے ہوئے کہ ہماری معاشی بدحالی کتنی زیادہ ہے میری پارٹی کے لیڈر الطاف بھائی نے اس ضمن میں ایک کمیٹی بنائی۔ ہم فنانس منسٹر صاحب اور چیئرمین FBR کے شکر گزار ہیں کہ انہوں نے دو مہینے میں ہم سے اتنی meetings کی ہیں کہ مجھے وہ یاد بھی نہیں ہیں۔ انہوں نے ہم سے اتنی مشاورتیں کی ہیں، جو ہم کو یاد نہیں ہیں۔ بہت سی باتیں اس وقت انہوں نے مان لیں کہ ہم اس پر سوچیں گے لیکن ہوسکتا ہے کہ کچھ مجبوریاں ہوں، ہوسکتا ہے کہ جن circumstances میں ہم نے جو باتیں کی تھیں in the larger interest of the growth of economy of Pakistan اور غریب کے لیے، وہ شاید پوری نہ ہوسکیں کیونکہ اس کے لیے کوشش نہیں کی گئی۔

جناب چیئرمین! سب سے اہم بات یہ ہے کہ آج کے حالات میں کوئی روایتی بجٹ نہیں بنایا جاسکتا۔ ہمیں بہت ہی سوچ بچار کے بعد بجٹ کی تجاویز دینا چاہئیں۔ اس وقت انقلابی اقدامات کی ضرورت ہے، paradigm shift کی ضرورت ہے۔ بنیادی تبدیلیاں کرنے کی ضرورت ہے۔ یہ کوئی روایتی بجٹ نہیں ہے۔ میں inflation Tax to GDP, وغیرہ اور پتا نہیں بجٹ میں کیا کیا باریک باتیں ہیں، ان پر میں اس وقت بات نہیں کروں گا۔ میں بہت ہی آسان زبان میں بات کروں گا اور یہ بات اس لیے کر رہا ہوں کہ میں ایسے ہی پارلیمنٹ میں نہیں آکر بیٹھ گیا ہوں۔ فٹ پاتھ سے اٹھ

کراس مقام پر پہنچا ہوں، میری انڈسٹری بھی ہے۔ میں جانتا ہوں کہ غریب کیا ہوتا ہے۔ غریب کی عزت کیا ہوتی ہے۔ غریب کی روٹی کیا ہوتی ہے۔ انڈسٹری کیسے فروغ پاتی ہے۔ ایکسپورٹ کیسے ہوتی ہے۔ میں اس کا عینی شاہد ہوں۔ اس لیے میں بہت ہی آسان زبان میں بات کروں گا۔

جناب چیئرمین! میں بجٹ پر آنے سے پہلے تین باتوں کی طرف توجہ دلانا چاہوں گا۔ پہلی بات یہ ہے کہ آپ tax to GDP 9.3 کو بارہ فیصد کر دیجیے یا اور بڑھا دیجیے۔ آپ جو مرضی آئے کر لیجیے.nothing will happen یہ کیوں نہیں ہو گا؟ یہ اس لیے کہ اگر آپ نے تین بنیادی چیزوں پر توجہ نہ دی تو آپ بجٹ میں کتنے ہی taxes لگا دیجیے، کتنا ہی revenue کما لیجیے، کچھ نہیں ہو گا۔ سب سے پہلے آپ کو کرپشن ختم کرنی ہو گی۔ نمبر ایک یہ ہے کہ بجٹ تجاویز میں آپ کو کرپشن آخری حد تک کم کرنی ہو گی۔ میں آسان زبان میں بات کر رہا ہوں۔ غریب کی بات کر رہا ہوں جو فٹ پاتھ پر ہے، وہ میری بات سن رہا ہو گا اور اسے پتا چلنا چاہیے کہ میں اس کی بات کر رہا ہوں۔ کرپشن ختم کی جائے۔

نمبر ۲۔ اگر آپ نے non-development expenses ختم نہیں کئے تو آپ کے پیسے ضائع ہو جائیں گے۔ میں اردو میں کہتا ہوں "عیاشیاں" ہمیں ہر سطح پر عیاشیاں ختم کرنی ہوں گی، چاہے وہ حکومت ہو، چاہے وہ عام آدمی ہو۔ پندرہ قسم کے کھانے نہیں کھلائے جائیں گے۔ بٹیرے پکا کر نہیں کھلائے جائیں گے۔ ہر سطح پر آپ کو عیاشیاں ختم کرنی پڑیں گی اور non-development expenses ختم کرنا پڑیں گے۔

نمبر تین اور آخری بات یہ ہے کہ اگر آپ یہ سمجھتے ہیں کہ آپ نے ملک میں بہتری لانی ہے تو آپ کو development expenses پر کنٹرول کرنا پڑے گا۔ کنٹرول کرنے کے لیے کیا کرنا ہوتا ہے؟ آپ کو اسے effective بنانا ہوتا ہے اور .effectiveness is very important اگر آپ نے ہسپتال بنا دیا، مشینیں لا کر دے دیں اور equipment لگا دیں، laboratory بنا دی لیکن ڈاکٹر نہیں ہیں تو یہ ہسپتال بننے کا کیا فائدہ ہوا۔ اگر وہ effective نہیں ہو گا تو غریب کو relief نہیں ملے گا۔ ان تین باتوں پر احتیاط کرنے کے بعد، اب میں آپ کو بجٹ تجاویز دے رہا ہوں جو کہ اردو میں ہے، آسان زبان میں ہے۔ میں اس کی technical چیزوں میں نہیں جاؤں گا۔ معزز فنانس منسٹر صاحب سے ایک شکایت ضرور کروں گا، جنہوں نے ہمارے ساتھ بہت سی meetings کیں اور بہت ہی سیر حاصل گفتگو کی۔ ہماری ہر بات بڑی توجہ سے سنی گئی۔ ہم نے گھنٹوں discuss کیا۔ I am

really grateful لیکن between the lines ایک شعر پیش کرتا ہوں جو صرف فنانس منسٹر صاحب کے لیے ہے۔

امید تو بندھ جاتی تسکین تو ہو جاتی
وعدہ نہ وفا کرتے، وعدہ تو کیا ہوتا

لیکن انہوں نے وعدہ بھی نہیں کیا۔ اس تمہید کے بعد جناب چیئرمین! میں بجٹ پر بات کرنا چاہتا ہوں۔ بجٹ میں سب سے پہلی معیشت کی بنیاد industrialization ہے۔ وہ GDP growth ہے۔ اب آپ بات کر لیں کہ DGP دو فیصد ہو، تین فیصد ہو، چار فیصد ہو گئی، اڑھائی فیصد ہو گئی، بھئی خدا کے واسطے! آپ کو جی ڈی پی چھ سے سات فیصد کے درمیان لے جانا پڑے گی۔ اگر چھ سے سات فیصد کے درمیان جی ڈی پی نہ پہنچائی گئ تو آپ اس ملک کی اٹھارہ کروڑ آبادی تک نہیں پہنچ سکتے۔ جی ڈی پی بڑھانے کا کیا طریقہ ہے؟ وہ طریقہ، بہت آسان زبان میں یہ ہے کہ industrialization کر دی جائے۔ Industrialization کس طرح کی جائے گی؟ وہ زمین پر کی جائے گی، کاغذات میں نہیں کی جائے گی۔ انڈسٹری لگانے کے لیے کچھ parameters اور requirements ہیں۔ خدا کا خوف کریں۔ ہمیں شرم آنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ ہم سے کتنا ناراض ہے کہ اس نے دولت کے انبار دے دیے ہیں۔ بلوچستان کے پہاڑ دولت اگلنے کے لیے تیار ہیں۔ تانبے کے آپ کے پاس ذخائر ہیں۔ پیٹرول آپ کے پاس ہے۔ کوئلہ آپ کے پاس ہے۔ گیہوں میں نمبر ۲ پر آپ پہنچے ہوئے ہیں۔ کوئلہ میں آپ پانچویں نمبر پر پہنچے ہوئے ہیں۔ زمین میں سونا آپ کے پاس ہے۔ زمین میں آپ کا تیل ہے اور ہمارا غریب خود کشی کر رہا ہے۔ کیوں؟ اس لیے کہ آپ نے انڈسٹری کی طرف توجہ نہیں دی۔ میں نے شروع میں کہا تھا کہ میں مزدوری سے struggle کرتے ہوئے الحمدللہ اس مقام تک پہنچا ہوں۔

جناب چیئرمین! آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ میں نے یہاں تک پہنچنے کے لیے امریکی امداد نہیں لی بلکہ industrialization کے راستہ سے یہاں تک آیا ہوں۔ آپ نے industrialization کی بات کرنی ہے تو GDP growth بڑھانے کے لیے آپ کو value-add کرنا پڑے گا۔ آپ کے پاس کاٹن ہے۔ ایکسپورٹ کی دنیا میں بنگلہ دیش چھایا ہوا ہے۔ جہاں پر ایک بھی کاٹن کی پھٹی نہیں ہوتی۔ ڈیڑھ دو مہینے پہلے آپ نے مجھے سنگا پور بھیجا تھا۔ وہاں پر ٹریڈ اور ڈبلیو ٹی او پر بات کرنی تھی۔ ایک شام کو وہ ہمیں ریفائنری لے گئے۔ جب میں نے وہاں ریفائنری دیکھی تو مجھے اپنے آپ سے شرم محسوس ہوئی کہ ایک وہ ملک ہے، جس کے پاس ایک قطرہ بھی اپنا تیل نہیں

ہے، اس کی ریفائنری میں نے دیکھی، وہ وہاں پرپٹرول کے ساتھ ساتھ Nephtha کو Crack کرکے chemicals بنا بنا کر بھی ساری دنیا کو ایکسپورٹ کر رہے ہیں۔ تیل کا ایک قطرہ بھی نہیں ہے۔ ہمارے پاس value-add کرنے کی دولت ہے لیکن ہم value-add نہیں کر رہے۔ ہم ماربل نکال کر اسے finish نہیں کر رہے، بڑے بڑے ٹکڑے بیچ رہے ہیں۔ اٹلی والے فنش کرکے ہم کو واپس بھیج دیتے ہیں۔ ہمارے پاس cotton ہے، ہم اسے export کر دیتے ہیں، پھر بعد میں ہم اسے مہنگوں داموں خرید لیتے ہیں۔ اس میں اتنا wide recession آتا ہے کہ میرا پاکستانی اس قابل نہیں رہتا کہ اسے اس کی ویلیو ایڈ کرکے export کر سکے۔

جناب چیئرمین! میرے داماد نے پندرہ دن پہلے اپنی ٹکسٹائل فیکٹری بند کر کے دس ہزار آدمی باہر نکال دیے۔ مجھ سے پوچھیے کہ اس نے کیوں بند کی؟ دس ہزار آدمیوں کو نکال دینا آسان نہیں ہوتا۔ اس لیے کہ کاٹن کی قیمتوں میں جو کچھ ہوا۔ چھوڑیں کوئی فائدہ نہیں میں کہنا یہ چاہتا ہوں کہ آپ کو جی ڈی پی بڑھانے کے لیے industrialization کرنا پڑے گی۔ انڈسٹری چلانے کے تین چار اصول ہیں۔ وہ اصول یہ ہیں۔ جیسے وزیر خزانہ صاحب نے وعدہ کیا تھا کہ انڈسٹری میں مشینری پر ڈیوٹیز، تمام ٹیکسز نہیں ہوں گے۔ پھر بھی سولہ فیصد لگا دیے۔ چھ فی صد WHT لگا دیا یعنی بائیس فیصد ٹیکس پہلے جمع کر دیے۔ آپ کا کیا خیال ہے کہ کوئی بائیس فیصد ٹیکس جمع کرا کے انڈسٹری لگا سکتا ہے۔ کیا بند ہونے والی انڈسٹری revive کر سکتی ہے۔ آپ one time بائیس فیصد لے کر کیا کر لیں گے؟ انڈسٹری لگے گی۔ روزگار ملے گا۔ value-add ہو گی۔ ایکسپورٹ ہو گی۔ فارن ایکسچینج آئے گا۔ آپ کو پندرہ سترہ فیصد سے کہیں زیادہ مل جائے گا۔ آپ کو ٹیکس کی شکل سے کہیں زیادہ مل جائے گا۔ یہ بہت زیادتی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ابھی بھی اگر اس بات پر عمل نہیں کیا گیا اور انڈسٹری میں استعمال ہونے والی تمام مشینری کو zero rated نہ کیا گیا تو بڑا طوفان آئے گا۔ مشینری کو آپ tax free کر دیجیے اور اگر دو مہینے میں وہ مشینری فیکٹری میں install نہ ہو تو اس کی فیکٹری میں تالا لگا دیجیے اور مالک کو لٹکا دیجیے لیکن بائیس فی صد پیسے اس سے ایڈوانس نہ لیجیے۔ ورنہ انڈسٹری نہیں لگے گی۔

نمبر ۳۔ جناب چیئرمین! آپ یہ بات خود سمجھتے ہیں کہ سولہ فیصد مارک اپ پر industries بنائی نہیں جاتی، industries بند کی جاتی ہیں اور آپ نے انڈسٹری بند کرائی ہے۔ آپ نے سولہ فیصد سود لیا ہے۔ کہیں اتنا منافع ہے کہ وہ سولہ فیصد بینک کو دے سکے۔ نتیجہ کیا ہوا کہ آپ نے اسے inflation کے ساتھ attach کر دیا ہے اور آپ inflation کو کم کر نہیں رہے۔ جان بوجھ

کر کم نہیں کر رہے۔ جان بوجھ کر بڑھایا گیا ہے۔ میں آپ کو بتاؤں گا کہ inflation کیسے بڑھتا ہے اور کیسے کم ہوتا ہے۔ Inflation بڑھ گیا۔ Inflation میں mark up کا ایک ratio ہوتا ہے۔ خدا کا خوف کریں اور ایسی situation create نہ کریں۔ اگر آپ پندرہ سترہ فیصد کا mark up لیں گے، انڈسٹری بند کروا دیں گے تو چھ کروڑ مزدور کہاں جائے گا۔ اب آپ پر لازمی ہے کہ آپ آس پاس کے ممالک کو دیکھتے ہوئے فیصلہ کریں۔ بنگلہ دیش میں کیا ہو رہا ہے۔ وہاں سنگل ڈجٹ میں سود اور Inflation ہے بنگلہ دیش، انڈیا، چائنہ، ایتھوپیا میں کیا ہو رہا ہے؟ جناب چیئرمین! شرم کی بات ہے، مجھے اس بات کا افسوس ہے کہ tax to GDP میں دنیا میں ہمارا نمبر 153 ہے اور کانگو ہم سے بہتر ہے، اس کا نمبر 152 ہے۔ Tax to GDP کیسے آئے گا؟ ہم چوروں کو پالتے ہیں اور ہم نے کوئی نظام وضع نہیں کیا۔ ٹیکس دینے والا اور جو نہیں دے رہا، جو چور ہے، دونوں کو برابر کیا ہوا ہے۔ میں نے پچھلے سال بھی کہا تھا کہ خدا کے واسطے تین قسم کے کارڈ جاری کر دیں۔ جو اربوں روپے دیتے ہیں، ان کو پلاٹینم کارڈ، جو اس سے کم دیتے ہیں، ان کو گولڈ کارڈ، جو اس سے کم دیتے ہیں، ان کو سلور کارڈ دے دیجیے۔ چور تو آپ نہیں پکڑ سکتے لیکن خدا کے واسطے اتنا تو کیجیے کہ جو چور ہیں، وہ کوئی چیز نہ خرید سکیں، وہ کروڑوں روپے کی جائیداد، کروڑ روپے کی پجارو نہ خرید سکیں، رجسٹر نہ کرا سکیں، کم از کم اس کو ہی روک دیجیے۔ return submit کرنا لازم کریں۔ NIC or NTN number کافی نہیں ہو گا وہ return submit کریں تاکہ معلوم ہو کہ ان کے پاس وہ پیسا کہاں سے آیا ہے۔ پیسا ہے تو جو مرضی ہو خریدیں لیکن پیسا نہیں ہے تو خدا کے واسطے کم از کم یہ فرق تو رکھیں کہ جو ٹیکس دے رہے ہیں، ان کا احترام کیا جائے اور جو ٹیکس چور ہیں، ان کو چوری کی رقم سے کوئی چیز خریدنے سے روکا جائے۔

تیسری بات۔ مجھے law and order کی بات کرنے کی ضرورت نہیں ہے، سب لوگ کرتے ہیں اور law and order کتنا important ہے، مجھے بتانے کی ضرورت نہیں ہے۔ سب بہت ہی سمجھدار لوگ ہیں، میں law and order کی بات نہیں کروں گا مگر industrial growth میں law and order کی کتنی اہمیت ہے۔ وہ کاروبار سے زیادہ اہم ہے۔ ایک شخص امریکہ، اٹلی، فرانس سے یا باہر سے آئے گا، اس کو اپنی رقم کی فکر نہیں ہے کہ منافع ملے گا یا نہیں، یا رقم ڈوب جائے گی، یا نقصان ہو گا۔ اس کو اس بات کی فکر ہو گی کہ وہ کام کر کے زندہ سلامت واپس چلا جائے۔ ان حالات میں آپ کے ہاں foreign investment کیسے آئے گی؟ جناب چیئرمین! سب سے اہم بات یہ ہے کہ آپ نے indirect taxes کی بھرمار کر دی ہے۔ ہم نے اپنی تمام meetings میں یہ کوشش کی اور

ہم سمجھتے تھے کہ اب یہ 55% پر کم از کم آجائے گا۔افسوس کہ اس سال 62% تھا اور آپ نے اگلے سال اس کو 64% کر دیا ہے۔ اگر آپ نے indirect taxes reduce نہیں کیے اور direct taxes پر پورا focus کیا تو یہ ratio آپ کو کہیں کا نہیں رکھے گا۔

جناب چیئرمین! اربوں، کھربوں روپے کی property کی خرید و فروخت کے لیے دو پیمانے ہیں۔ ایک market value ہے اور دوسری book value ہے۔ Market value ایک کروڑ ہے تو book value بارہ لاکھ روپے ہے۔ آپ بارہ لاکھ پر ٹیکس لے رہے ہیں۔ میں آپ سے درخواست کروں گا کہ اس بجٹ میں یہ ضروری ہے کہ آپ properties کی Market value نکالنے کے بعد اس پر ٹیکس لگائیں۔ آپ کا جو بھی ٹیکس نظام ہو، چاہے 1% کر دیں لیکن آپ کو market value پر ٹیکس لینا چاہیے اور جب وہ بیچیں تو اس پر جو منافع کمائیں، اس پر بھی ہر حال میں Capital Gain Tax لینا چاہیے۔ پراپرٹی خریدنے کے دوران جو normal tax رجسٹریشن کا ہوتا ہے، وہ لے لیجیئے۔

ابھی معزز سینیٹر گل محمد لاٹ صاحب نے pharmaceutical کی بات کی تھی۔ Pharmaceutical پر FBR کے پچھلے چیئرمین صاحب سے بڑی اچھی meetings ہوئیں اور موجودہ چیئرمین صدیق صاحب اور *Sahib* Finance Minister نے بھی کہا تھا کہ pharmaceutical zero rated ہو گی۔ انہوں نے یہ exemption دی ہیں، یہ پہلے بھی تھیں۔ انہوں نے 5% کم کر دیا ہے،دواؤں کی تیاری پر سیلز ٹیکس لگانا جرم ہے کیونکہ دوائیوں پر sales tax نہیں ہے۔ جب دوائیوں پر sales tax نہیں ہے تو اس مد میں جو رقم in advance pay کی جائے گی for buying the raw material and packing material وہ کہاں adjust ہو گی ؟ جہاں sales tax adjust نہیں ہو سکتا اس پر آپ sales tax نہیں لگا سکتے، یہ international law ہے۔ جب کوئی manufacturer sales tax pay کرے گا تو وہ recover کرے گا۔ میری تجویز یہ ہے کہ pharmaceutical انڈسٹری بند مت کروائیں، غریب کو بے موت نہ ماریں۔ Pharmaceutical پر zero rated کا وعدہ کیا تھا، اپنے وعدے کا پاس کر لیجیے اس کو تمام ٹیکسز سے استثنیٰ کر دیجیے۔

جناب چیئرمین! ہم نے بہت باتیں کر لیں۔ دو سال سے تو میں بھی کر رہا ہوں، میں بھی اس کا حصہ ہوں۔ Public Private Partnership کا کہا تھا کہ تمام چور جو ہمارے public sector

میں ہیں، جنہوں نے چوری کے ریکارڈ قائم کیے ہیں، ان کو Restructure کریں۔ دو سال گزر گئے ہیں، ہم صرف تقریریں ہی کرتے رہے اور PIA, Steel Mills ڈوبتے گئے، جن کو profit میں جانا چاہیے۔ میں یہ نہیں کہہ رہا کہ گورنمنٹ دو ارب روپے دے رہی تھی، اب پچاس ارب دے رہی ہے، یہ نہیں کہہ رہا ہوں کہ پہلے تین ارب دیتے تھے، اب ایک ارب کر دیئے ہیں۔ میں یہ کہہ رہا ہوں کہ انکو profitable ہونا چاہیے۔ خدا کا واسطہ اس پر توجہ دیجیے، آپ اہلیت، شرافت اور نیک نامی کی بنیاد پر Boards constitute کر دیں، پورے پاکستان سے پندرہ، بیس شرفا تو مل ہی جائیں گے جو اپنا چیئرمین خود چن لیں اور اس public sector کو revive کر دیں۔

جناب چیئرمین! دنیا جانتی ہے کہ Afghan trade میں کیا ہو رہا ہے۔ Under invoicing, over invoicing سے لوٹ مار ہو رہی ہے۔ Afghan trade کی آڑ میں کتنا مال اسمگل ہو رہا ہے اور اس سے کتنا revenue کا loss ہو رہا ہے، یہ کون دیکھے گا؟ اس کے متعلق تجاویز بجٹ میں نہیں ہیں، ہم دیکھیں گے کہ اس بارے میں کیا آتا ہے لیکن آپ کو اس پر بھی بہت غور کرنا پڑے گا۔

جناب! اب میں نے socio economic reforms کی بات کرنی ہے۔ یہ بہت ضروری ہے کیونکہ اس بجٹ میں غریب کی بات نہیں ہو رہی ہے۔ آج تک مجھے سمجھ نہیں آیا کہ پاکستان کی باسٹھ سال کی تاریخ میں آپ نے Cottage Industry کے لیے کیا کیا؟ باسٹھ سال میں کون سی حکومت تھی، I don't care لیکن کسی بھی حکومت نے اس طرف توجہ نہیں دی۔ Cottage Industry کا کیا مطلب ہے؟ اس کا مطلب ہے کہ گاؤں، دیہات میں ایک عورت جس کے ہاتھ میں ہنر ہے، وہ شیشے کے ٹکڑے کاٹ کر اس کو پرونے کا ہنر جانتی ہے، اس کے پاس گلے بنانے کا ہنر ہے، اس کو صرف پانچ، دس ہزار روپے چاہییں تا کہ وہ دھاگہ اور سوئیاں وغیرہ خرید سکے۔ ہم نے اس کو کوئی relief نہیں دیا۔ وہ کیا بینک سے 15% mark up پر پیسے لے گی؟ کیا ہم اس کو پانچ، دس ہزار روپے نہیں دے سکتے؟ ہم نے نہیں معلوم کتنی schemes نکالیں لیکن Cottage Industry کے لیے کچھ نہیں کیا۔ SMEs life line ہوتی ہیں۔ SMEs employment generate کرتی ہیں، اس میں employers کم سرمائے سے کام کر سکتے ہیں۔ ان کے لیے بھی سرمائے کی سہولت نہیں ہے۔ چھوٹی، بڑی یا درمیانی انڈسٹری ہو، سب کو ایک ہی rate پر بنک قرضہ دے رہا ہے 17% دے دو اور پیسے لے لو۔ نتیجہ کیا ہوا کہ نہ SMEs کا فروغ ہوا، نہ Medium Enterprise میں فروغ ہوا اور

نہ ہی Cottage Industry فروغ پا سکی۔ مجھے نہیں پتا کہ ہم یہاں دو سال بیٹھ کر کیا باتیں کرتے رہے لیکن میں یہ جانتا ہوں کہ غریب کی روٹی، غریب کی صحت کے حوالے سے ہم نے جو باتیں کیں ہیں، ان کو implement نہیں کرا سکے۔

جناب چیئرمین! آپ سے میری درخواست ہے کہ SMEs پر private public partnership کے model کی بنیاد پر آپ public کو شریک کیجیے اور SMEs, Cottage Industry and Medium Enterprises کا model بنا کر اس کے فروغ کے لئے اقدامات کیجیئے

جناب چیئرمین! Land reforms الگ ہیں اور agricultural tax الگ ہے۔ یہ حکومت کے لئے بڑی بدنامی کی بات ہے کہ وہ انکم ٹیکس نہیں لاگو کر سکی۔ میں حکومت کا حصہ ہوں، میں حکومت پر اعتراض نہیں کر رہا لیکن باہر کی دنیا میں جب میں Industry میں بیٹھتا ہوں، Federation اور Chambers میں جاتا ہوں تو مجھ سے ایک ہی سوال کیا جاتا ہے کہ حکومت ہم سے تو tax collect کروا لیتی ہے لیکن کیا کبھی agriculture پر انکم ٹیکس کے لئے آواز اٹھائی ہے۔ میں agriculture land reforms کی بات نہیں کر رہا بلکہ انکم ٹیکس on Agriculture کی بات کر رہا ہوں۔ لینڈ رفام کا مسئلہ تو بہت آسان ہو گیا ہے کیونکہ اب صوبے اس کے ذمہ دار ہیں۔ میں Federal Tax کی بات کر رہا ہوں جو آمدنی پر لاگو ہوتا ہے۔ آپ نے ابھی تک agriculture income پر income tax نہیں لگایا، اس کو چھوڑا ہے۔ باہر کی دنیا مجھ سے سوال کرتی ہے اور یہ کہتی ہے کہ حکومت کی کوئی writ نہیں ہے تو مجھے شرم آتی ہے یقیناً writ نہیں ہے۔ کیونکہ حکومت agriculture کی Income پر ٹیکس نہیں لگا رہی ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس پر بھی فوری توجہ کی ضرورت ہے۔ لینڈ رفام کے لئے آپ اگر مناسب سمجھیں تو اس پر الگ بحث کی جا سکتی ہے Thank you۔

جناب چیئرمین: حسیب صاحب شکریہ۔ مشہدی صاحب۔

Senator Col. (R.) Syed Tahir Hussain Mashhadi: I would like to point out that we have worked very hard on our budget speeches. All the honourable members from both sides of the isle have got some fantastic suggestions and they all are

contributing to the economy of Pakistan or they are attempting to contribute. Neither the Minister is here, nor his Secretary is here. Neither the Director General is here, nor the Chairman FBR is here amongst them. One person is taking notes of thousands of suggestions being made, is hardly doing justice to the Budget of Pakistan which is the most important thing in the whole year in our Parliamentary Calendar. This is the most important debate and he is not here. I would also like to place on record that like my colleague has said, we MQM, we worked on it very hard, we met with the honourable Minister many times, we met with all the stakeholders, we met with all the officials but unfortunately 42 suggestions we gave and hardly one or two suggestions have been seen in this Budget Document. So, therefore, we would request you Mr. Chairman to listen to our suggestions and these people should note them so that some improvement can be made in the budget.

جناب چیئرمین: مشہدی صاحب! آپ کا موقف آگیا ہے، thank you. میں آپ سے
عرض کروں کہ دونوں Houses کا session چل رہا ہے No.1 and No.2 is کہ ہماری
Finance Committee کی meeting بھی ہو رہی ہے، FBR کے لوگ وہاں پرموجود ہیں اور
Ministry کے لوگ بھی موجود ہیں، اس کی کافی reasons ہیں۔ بخاری صاحب! دیکھیں کوئی نہ کوئی
representative تو ہو جیسا کہ مشہدی صاحب نے فرمایا کہ ان کے notes لیں اور ان کی
suggestions کو record کریں۔ جی۔

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: جناب! آپ نے بالکل درست فرمایا اور جو مشہدی صاحب
نے کہا ہے۔ بنیادی طور پر ان speeches کے دوران suggestions آرہی ہیں، Ministry of
Finance کے لوگ gallery میں موجود ہیں، ان کا موجود ہونا بہت ضروری ہے تاکہ وہ notes لیں۔
میں ایک important بات عرض کرنا چاہتا ہوں کہ honourable Members کا time limit
for recommendations تھا، وہ Senate کے ممبران نے دی ہوئی ہیں اور وہ Finance
Committee میں examine ہورہی ہیں، Ministry of Finance and FBR کے لوگ وہاں پر

بیٹھے ہوئے ہیں۔Almost وہی recommendations ہیں، apart from that اگر کوئی recommendation ہے اور مشہدی صاحب particularly on the floor of the House پر دینا چاہتے ہیں even that can be sent to that committee, that can be examined over there. Already ایک process چل رہا ہے تو ہم ان کو اس process میں بھجوا سکتے ہیں۔

جناب چیئرمین: بہر حال کوئی نہ کوئی یہاں پر موجود ہونا چاہئیے۔

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: جناب! وہ بیٹھے ہوئے ہیں۔

جناب چیئرمین: جی جہانگیر بدر صاحب۔

سینیٹر محمد جہانگیر بدر: جناب چیئرمین صاحب! میرا خیال ہے کہ for the sanctity of the House, somebody regularly from the FBR and Ministry of Finance during the budget should be here, I support this.

جناب چیئرمین: شکریہ بدر صاحب۔ جی طارق صاحب۔

سینیٹر طارق عظیم خان: جناب چیئرمین! آپ کا شکریہ۔ میری absence میں میرا نام لیا گیا ہے، میرے دوست حاجی غلام علی صاحب نے کہا ہے، میں احتراماً کہنا چاہتا ہوں، اس لیے میں اس کے بارے میں آپ کو explanation دینا چاہتا ہوں اور House کو بتانا چاہتا ہوں کہ what actually transpired. میرے کل کے interview کا حوالہ دیا گیا ہے اور میں نے اس میں جو کہا ہے، I want to bring it on the record of the House. Article 63-A. کے تحت ہم پر as a member of our party جو obligation آتی ہے، میں نے اس کا حوالہ دیا تھا کہ اس میں vote of confidence, vote of no confidence, money bill i.e budget اور Constitutional amendment کے بارے میں we are bound by the direction given to us by the party and we stand by that. میں نے کل بھی کہا تھا اور میں آج اس کو دوبارہ repeat کرتا ہوں لیکن جب Leader of the Opposition کے election کی بات ہوتی ہے، اس میں under the Rules کوئی ایسی direction نہیں ہے۔ ویسے بھی Muslim League (Q) Treasury Benches پر بیٹھی ہے، حکومت کا حصہ بن چکی ہے

اور ہمارے کچھ ممبران کو Cabinet میں posts بھی مل چکی ہیں، اس لیے ہمیں direction دینے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا، we did not receive any instruction, any direction from the party اور میں یہ clear کرنا چاہتا ہوں۔

As people sitting on this side of the House on these aisles in the Opposition Benches, we feel and we strongly feel and I respect your opinion sir and your decision, this is your right, I may agree or disagree with that, that is a separate issue, sitting on this side of the aisles we feel that we should have been counted as responsible people.

جناب چیئرمین: آپ موجود نہیں تھے، میں نے اس پر آج ruling دی ہے۔

سینیٹر طارق عظیم خان: میں یہ دوبارہ کہتا چلوں، میں نے یہ رات کو بھی کہا تھا، مجھے اس سے پہلے ان کے اکابرین اور لیڈر نے contact کیا اور مجھ سے کہا کہ آپ ہمارے حق میں vote دیں، اگر ہمیں Opposition کا حصہ نہ سمجھا جاتا تو senior لیڈر certainly مجھ سے بہت senior ہیں اور politics کو جانتے ہیں، وہ ہم سے کبھی contact نہ کرتے کہ ہمیں vote دیں۔ اس وقت جب ان کے حق میں vote دینے کا فیصلہ کیا تھا، ہم اس وقت تک Opposition کا حصہ تھے، ہمارے vote were countable لیکن ہم نے دوسری طرف vote دیا۔۔۔

سینیٹر محمد جہانگیر بدر: جناب چیئرمین صاحب! یہ قبل از وقت ہے، we yet have to discuss this issue.

جناب چیئرمین: یہ issue ابھی discuss کرنا ہے، یہ issue discuss ہونا ہے۔ طارق صاحب! Thank you. جی مولانا گل نصیب صاحب۔

سینیٹر مولانا گل نصیب خان: اَعُوْذُبِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ (تلاوت)۔۔۔ شکریہ جناب چیئرمین۔ میں بے حد شکر گزار ہوں کہ آپ نے ملک کے انتہائی اہم بجٹ میزانیہ کے موضوع پر مجھے بات کرنے کا موقع عنایت فرمایا۔ ملک اور قوم کی ترقی مختلف امور سے متعلق ہے، ایسے ہی بجٹ ایک انتہائی اہم دستاویز ہوتا ہے جو ملکی ترقی میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ جناب چیئرمین! ہمارے ملک کی پارلیمانی روایت یہ رہی ہے کہ حکومت ہر بجٹ پیش کرنے کے موقع

پر اس بجٹ کو متوازن قوم اور ملک کے لیے انتہائی اہمیت کا حامل قرار دیتی ہے، غربت، مہنگائی کے خاتمے اور معیشت کو اعتدال پر لانے کے اس قسم کے دعوے کرنا حکومت کی روایت چلی آرہی ہے جبکہ Opposition کا دعویٰ ہمیشہ یہ ہوتا ہے کہ یہ بجٹ ظالمانہ اور غریب دشمنی پر مبنی ہے۔ میرے خیال میں ہم اپنی روایات کو بھول چکے ہیں، اسلام، قرآن اور سنت ہمیں تجزیہ کرنے کے لیے جو ہدایت دیتے ہیں، وہ ہماری تعلیمات میں نہیں رہے۔ ہم اسی وجہ سے Opposition میں بیٹھ کر حکومتی ہر اقدام کی مخالفت کرنا اپنی ذمہ داری سمجھتے ہیں اور حکومت میں بیٹھنے کے بعد حکومت کے ہر اقدام کو سراہتے ہوئے اس کی حمایت کرنا، حکومتی بنچیں اپنی ذمہ داری سمجھتی ہیں۔ میں بجا طور پر عرض کروں گا کہ یہ ہمارے قرآن اور سنت کا ایک معتدل نظام زندگی گزارنے کے لیے اسلام کے نام سے ہمیں دیا گیا ہے، اس کی ہدایات نہیں ہیں۔

جناب چیئرمین! اس وقت 2011 and 2012 کا بجٹ ایسے موقعے پر پیش کیا گیا ہے کہ ملک سنگین صورت حال سے دوچار ہے، عالمی دباؤ، مستبد قوتوں کی ملک میں مداخلت، مہنگائی، اندرون خانہ بدامنی اور مختلف مشکلات سے قوم اور ملک مشترکہ طور پر دوچار ہیں۔ وقت کا تقاضا یہ ہے کہ ہم ملک کے تمام stakeholders سیاسی لوگ، عسکری قوتیں ، ملک میں معاشرے کو ہموار کرنے والی قوتیں ہوں، علمائے کرام اور bureaucrats سب مل کر ملک اور قوم کو اس انتہائی مشکل سے نکالنے میں اپنا کردار ادا کریں۔ اس وقت میری معلومات کے مطابق 60 ارب dollar سے زیادہ ملک مقروض ہے اور ہماری ملکی معیشت قرضوں کے سہارے چل رہی ہے اور ہم قرضے لے کر وہی کام کرتے ہیں ، قرضوں کا سود واپس کرنا اور ملک میں غیر ترقیاتی اخراجات کا ہماری معیشت پر مسلسل دباؤ رہتا ہے۔ جناب چیئرمین! پشتو کی ایک کہاوت ہے کہ اپنی چادر کے مطابق پاؤں پھیلائیں۔ معیشت کو اس انداز پر لائیں کہ ہم اپنے وسائل کو دیکھتے ہوئے بجٹ تشکیل دیں۔ ہم خودکشی کی طرف بڑھ رہے ہیں، ہم IMF کے بنکوں کے قرضوں پر معیشت چلا رہے ہیں۔ اس وقت حکومت نے 2.76 کھرب روپے کا بجٹ پیش کیا ہے، GDP 4.6% یعنی 975 ارب روپے کا خسارہ۔ دنیا کے متوازن معاشرے میں اگر آپ اس قسم کا بجٹ پیش کرنے کے لیے قدم اٹھائیں گے تو عدل واعتدال پر مبنی لوگ آپ کو ضرور منع کریں گے کہ جتنی آپ کی آمدن ہے اتنے ہی اخراجات کریں، اگر آپ کی آمدن کم ہے اور اخراجات زیادہ ہیں تو ظاہر ہے کہ آگے چل کر ہم قوم و ملک کے لیے کس قسم کا متوازن معاشرہ تشکیل دینے میں کامیاب ہوں گے۔ IMF کے target 4% تھے جو کہ 850 ارب روپے تھے۔ 125 ارب روپے صوبوں سے

GDP کی مد میں قرضوں کی ادائیگی کی مد میں اسی طریقے سے بجٹ میں surplusحاصل کرکے پورا کریں گے۔ اسی طریقے سے بجٹ میں قرضوں کی ادائیگی کی مد میں GDP 5% یعنی ایک کھرب روپے اور دفاعی اخراجات کے لیے 495 ارب روپے رکھے گئے ہیں۔

اسی توازن کو مدنظر رکھتے ہوئے موجودہ افراط زر اور متوقع GDP growth میں حکومت نے اس سال 1.952 کھرب روپےrevenue کا بڑا ہدف رکھا ہے جو کہ 23%سے زیادہ ہے۔ آپ کو معلوم ہے کہ revenue کی مد میں ہماری کارکردگی مسلسل کمزور ہوتی چلی جارہی ہے اور revenue اکٹھا کرنے میں ہمارا کردار وہ نہیں ہے جو کہ عالمی حالات کا تقاضا ہے اور یہاں ہم ملک کو چلانے کا سوچ رہے ہیں۔ سرکاری ملازمین کی تنخواہوں میں 15% اور پنشن میں 20% اضافہ کیا گیا ہے، ٹیکس کی مد میں 3لاکھ سے بڑھا کر 3لاکھ 50ہزار روپے رکھے گئے ہیں، صنعت پر Sales Tax 17% کو کم کرکے 16% کردیا گیا ہے جس سے وصولی کی مد میں تقریباً 36 ارب روپے کم Sales Tax ملے گا۔ صرف پانچ اشیاء پر special excise, federal excise and regular dutyختم یا کم کردی گئی ہے، جس کا مجموعی طور پر غریبوں اور عام لوگوں کو فائدہ ہوگا۔ ادویات اور سیمنٹ کی مد میں اور بنک سے رقم نکلوانے پر ڈیوٹی کم کردی گئی ہے، معاشی دستاویزات پر ٹیکس ڈیوٹی کم کردی گئی ہے جس کا کہ فائدہ ہو گا۔

جناب چیئرمین! بجلی پر subsidyختم کردی گئی ہے، نئی سرکاری بھرتیوں پر پابندی لگا دی گئی ہے، سینئر افسران کے patrolling allowance میں کمی کردی گئی ہے، نئی گاڑیوں اور فرنیچر کی خریداری پر پابندی لگادی گئی ہے۔

(اس موقع پر ایوان میں اذان مغرب سنائی دی)

سینیٹر مولانا گل نصیب خان: جناب چیئرمین! معیشت کے استحکام کے بارے میں جمعیت علماء اسلام کا ہمیشہ یہ موقف رہا ہے کہ ہم اپنے ملک میں اپنے وسائل کو منظم کریں اور اس کے زیاں کو روکیں۔ پاکستان میں چار موسم ہوتے ہیں، جو اس ملک کی معیشت میں اہم کردار ادا کرتے ہیں اور کرسکتے ہیں لیکن ہم نے ان موسموں سے کوئی موثر فائدہ نہیں اٹھایا۔ پانی کی وافر مقدار بھی اس ملک کی معیشت میں ایک اہم کردار ادا کرسکتی ہے، مالاکنڈ اور ہزارہ ڈویژن میں جو صاف وشفاف پانی ضائع ہو رہا ہے اس کو منظم کرنے میں ہم نے کوئی کردار ادا نہیں کیا، نہ اسے زمینوں کو سیراب کرنے کے لیے کماحقہ استعمال کیا اور نہ ہی اسے بجلی بنانے کی مد میں استعمال کیا۔

جناب چیئرمین! پاکستان کے شمالی اطراف میں جو جنگلات ہیں انہیں بھی ہم نے منظم نہیں کیا، بےدریغ ان جنگلات کی کٹائی جاری ہے، یہ ملکی معیشت میں اہم کردار ادا کر سکتے تھے۔ ان جنگلات کو برد باد کرنے میں حکمرانوں کی اپنی دلچسپی ہے۔ ہمارا ملک ایک زرعی ملک ہے، ہم نے کبھی زراعت پر توجہ نہیں دی، جو محکمے زراعت کو ترقی دینے کے لیے ہوتے ہیں وہ corruption کا شکار ہیں، جو پیسے باہر ملک سے آرہے ہیں یقیناً انہیں corruption کی نذر کر دیتے ہیں اور زمیندار اور ملک کے غریبوں تک وہ پیسہ نہیں پہنچتا اور کسی تعمیر میں نہیں لگ رہے۔ اسی طریقے سے عالمی دباؤ کے مشکلات کے پیش نظر اور ہمارے حکمرانوں کی عدم خودمختاری کی وجہ سے گیس، تیل اور معدنی ذخائر کا ادراک نہیں کر پارہے جو کہ کرنا چاہیے تھا۔ میں بصداحترام عرض کروں گا کہ اس وقت خیبر پختونخوا میں جو گیس، تیل اور کوئلے کے ذخائر ہیں یہ ہمارے ملک کی معیشت کو مستحکم کرنے میں ایک کلیدی کردار ادا کر سکتے ہیں۔

جناب چیئرمین! یہ بھی آپ کے ذہن میں ہو گا کہ ہم گوادر پورٹ کے حوالے سے اس وقت جنوبی ایشیا میں سب سے بڑی بندرگاہ ہونے کا اعزاز حاصل کر سکتے ہیں اور یہ ہماری معیشت میں بہت بڑا کردار ادا کر سکتی ہے۔ لیکن عالمی قوتیں یہاں اس کو منظم کرنے میں ہمیں وہ موقع نہیں دیتیں اور ہمارے حکمران اس پر bold step لینے کے حوالے سے کمزور رہے ہیں۔ بلوچستان میں معدنی ذخائر کے علاوہ سونے کے ذخائر دریافت ہوئے ہیں اور دریافت ہو رہے ہیں سونے، چاندی، کوئلہ اور لوہے کے ذخائر دریافت ہوئے ہیں ہم ان کو بھی اس انداز میں ملکی معیشت میں منظم نہ کر سکے جس طرح ہونے چاہیے تھے۔

جناب چیئرمین! ملکی آزادی کے ساٹھ سال گزرنے کے بعد اس ملک کے جاگیرداری نظام سے ہم چھٹکارا حاصل کرنے میں کامیاب نہ ہوسکے اور جب تک زمین کی تقسیم مساویانہ نہ ہو۔ قرآن و سنت میں اس کے لیے ایک بہت بڑا نظام تشکیل دیا گیا ہے اور میراث ایک بنیادی مسئلہ ہے کہ زمین کی تقسیم مساویانہ کیسے ہو۔ فرہنگی سامراج سے آزادی لینے کے بعد انہوں نے جن لوگوں کو اپنی خدمت پر لگایا تھا اور ان کو پاکستان کی کافی زمین حق الخدمت میں دی تھی۔ ملک تقسیم ہونے کے بعد ہم زمینوں کی منصفانہ تقسیم میں ساٹھ سال کا عرصہ گزرنے کے بعد بھی کامیاب نہ ہوسکے اور آج اس ملک کے سترہ کروڑ عوام ان جاگیرداروں کے رحم و کرم پر ہیں اور سالہا سال اپنی جوانی، زندگی بیرون ممالک میں گزار کر وہ اپنے لیے صرف گھر کے لیے زمین خرید کر ایک گھر ہی بنا سکتے ہیں۔

جناب چیئر مین! جب تک جاگیردارانہ نظام موجود ہے ہم معیشت کو اعتدال پر نہیں لاسکتے۔ جیسا کہ ہمارے دوسرے ساتھیوں نے بھی کہا ہے کہ ان جاگیرداروں کی آمدن پر سیلز ٹیکس نہیں ہے اور وہ جو آمدن حاصل کر رہے ہیں وہ روز بروز بڑھتی جارہی ہے۔ مالدار زیادہ مالدار ہورہا ہے اور غریب، غریب تر ہوتا جارہا ہے۔ اس جاگیردارانہ نظام کے ہوتے ہوئے ہم معیشت کو اعتدال پر نہیں لاسکتے اور اسی وجہ سے ہمارے ملک میں ڈاکہ زنی، چوری اور گداگری روز کا معمول بن چکے ہیں اور گداگروں میں آئے روز اضافہ ہوتا جارہا ہے جو کہ ہماری معیشت، دنیا کے نقشے اور پاکستان کے ماتھے پر ایک بدنما داغ ہے۔ ایک آدمی اس ملک کا باشندہ ہے وہ اور اس کے چھوٹے بچے راستے، گلی کوچوں میں پلاسٹک کی تھیلیاں اور خام مال جمع کرکے اپنی زندگی گزارتے ہیں اور اپنے گھر کا بجٹ بناتے ہیں اور وہ بچے تعلیم حاصل نہیں کر پارہے۔ جاگیردارانہ نظام کو جب تک جڑ سے اکھاڑ کر ہم نہ پھینک دیں اس وقت تک ہم ملکی معیشت کو اعتدال پر نہیں لاسکتے اور اس جاگیردارانہ نظام کی وجہ سے ہماری اسمبلیوں، ہمارے ووٹوں پر، ہماری پارلیمانی سیاست پر بھی ان جاگیرداروں کا قبضہ ہے اور اگر میں غلطی پر نہ ہوں تو یقیناً ہمارا ملک جو اسلام کے نام پر آزاد ہوا ہے اب تک ہم اس میں اسلامی قانون سازی بھی نہیں کرسکے۔ اسی وجہ سے کہ وہ لوگ طاقتور ہیں اور وہ قرآن وسنت کی تعلیم سے ناآشنا ہیں۔

جناب چیئر مین! ایک آزاد اسلامی ملک کی بنیاد اگر قرآن وسنت کی دشمنی پر ہو تو ہم دنیا کے نقشے پر کیسے ایک کامیاب اور متوازن حکومت پیش کرسکتے ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں (عربی) قرآن مجید میں تمام جرائم کا بھی ذکر ہے اور ان کی سزاؤں کا بھی ذکر ہے لیکن ایک جرم جو سود ہے اس کا ذکر تو ہے مگر اس کی سزا کا ذکر نہیں ہے اور علمائے کرام فرماتے ہیں کہ اس کی سزا یہ ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں (عربی) اگر آپ نے سود نہیں چھوڑنا ہے تو ٹھیک ہے آپ سود کا کاروبار کرتے رہیں لیکن مدمقابل کے طور پر دشمنی کے لیے اللہ کے سامنے سینہ تان کر رہیں۔ جب دشمنی اللہ کے ساتھ ہوگی پھر پتا چل جائے گا کہ جیت کس کی ہوگی۔ ہمارے ملک کی معیشت سودی نظام پر چل رہی ہے۔ ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ ہم مغرب کو اور باقی دنیا کو سود سے پاک نظام معیشت دیتے تاکہ وہ آرام سے زندگی گزارتے لیکن ہم نے مغرب کا سودی نظام اپنا کر قرآن وسنت کے فلسفے کو بھلا دیا۔ مجھے یقیناً اس وقت ایک شکایت ہے مسلم لیگ (ن) سے کہ سپریم کورٹ سے سود کے بارے میں انہوں نے stay لے لیا۔ اس ملک کو اپنی اسلامیت کا اور مسلمانوں کا اور اس ملک کو اپنے قرآن وسنت سے محبت کا تحفہ پیش کردیا اور آج تک وہ stay چل رہا ہے اور ملک سودی نظام میں جکڑا ہوا ہے۔

جناب چیئرمین! جب تک ہم کرپشن پر قابو نہیں پالیتے اور جب تک ہم جو معیشت کی بنیاد ہے کہ سودا کو ریٹ کے لیے باقاعدہ گوداموں میں بند کرنا ہے اس کو ارتکاز کہتے ہیں اور جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے کہ ارتکاز شیطان کا بھائی، مرتکز شیطان کا بھائی ہے۔ بڑے بڑے تاجر اور بڑی بڑی مارکیٹوں والے جیسے ریٹ کے لیے پورا سودا غائب کردیتے ہیں، ہماری حکومت میں اتنا دم نہیں کہ وہ سودا مارکیٹ میں لاسکے۔ ملاوٹ اس ملک کی سب سے بڑی اور اہم بیماری ہے۔ ایک تجزیے میں یہ کہا گیا ہے کہ ملاوٹ کی وجہ سے ہمارے ملک کی 35% اموات ہورہی ہیں اور 30% اموات ہمارے جعلی ڈاکٹروں اور جعلی ادویات کی وجہ سے ہو رہی ہیں۔ اگر ہم بڑے قرضے لے کر، بہت بڑا فنڈ جمع کرلیں اس کی مثال اس گھڑے کی ہے کہ جس میں ہم پانی توڈالتے ہیں لیکن نیچے سے سوراخ ہونے کی وجہ سے خالی ہو جاتا ہے تو وہ گھڑا کیسے بھرے گا ایسے ہی جب ارتکاز ہو مصنوعی مہنگائی ہو، نظام معیشت میں ملاوٹ ہو اور وہ بھی سود پر ہو تو جتنا بھی قرض ہم لیں گے وہ اسی طرح چلا جائے گا اور ہمارے کام نہیں آئے گا۔

جناب چیئرمین! اس وقت حکومت کے لیے بہت بڑا چیلنج ہے لیکن سب سے بڑا چیلنج جو ہے اس کے لیے ہمارے ایک وزیر صاحب نے کہہ دیا کہ یہاں کسی نے کہا تھا کہ اسلام آباد میٹروں کے حساب سے بہت ہی نزدیک ہے۔ ہم آج بھی کہتے ہیں کہ جو بات ہم کہہ رہے تھے اس کو اس وقت نہیں لیا گیا اور ایبٹ آباد میں جو واقعہ اور ڈرامہ رچایا گیا اور پوری دنیا میں پاکستان کے لیے جو مشکلات بنائی گئیں یہ اس بات کا تقاضا تھا کہ حکومت اس وقت حالات پر نظر رکھتی اور قابو پاتی۔

جناب چیئرمین! اگر میں کہوں کہ ہماری ابھی تک یہ بدقسمتی رہی ہے کہ ایک ہزار سال تک ہندوستان پر حکومت کرنے والے مسلمان تھے اور انگریز نے قبضہ مسلمانوں سے لیا لیکن ہم نے قبضہ ہندوؤں کو دے کر ایک بہت ہی چھوٹی جگہ کا انتخاب کرکے اس میں مسلمانوں کو گھیر لیا اور وہ جگہ آج سامراجی قوتوں کے لیے اڈے کے طور پر کام کررہی ہے اور دنیا سمجھ رہی تھی کہ چین سپر طاقت بننے والا ہے، روس سپر طاقت بننے والا ہے اور ہندوستان کی حکومت بھی سامراج دشمن ہوتی تو اس خطے پر سامراج کے لیے قدم رکھنا آسان نہ ہوتا۔ اسی لیے ملک کو تقسیم کیا گیا اور آج ہم جن مشکلات سے دوچار ہیں، جن مصائب سے دوچار ہیں اس میں ہمارے اپنے کردار کو بھی نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ ہمارے پڑوس میں چین ہے، ہمارے پڑوس میں ایران ہے، ہمارے پڑوس میں روس ہے، ہمارے پڑوس میں ہندوستان

ہے کسی بھی ملک سے ہم اپنے طور پر تعلقات قائم نہیں کرسکتے بلکہ جو عالمی سامراج کہتے ہیں وہ کرتے ہیں اور اپنے دوستوں سے لڑتے ہیں۔

جناب چیئرمین! یہ ہمارے لیے سب سے بڑا المیہ ہے کہ ہمارا پوری دنیا کی سطح پر دوست امریکہ ہے اور سب سے بڑا دشمن بھی امریکہ ہے۔ ہمارے ملک کے حکمران اس وقت یہ فرق نہ کرسکے کہ ہم ان کے ساتھ دشمنوں جیسا سلوک کریں یا دوستوں جیسا سلوک کریں۔

جناب چیئرمین! میں آخر میں ایک گزارش کردیتا ہوں کہ اگر حکومت ملک کو ان مسائل سے نکالنے میں اب تک ناکام ہے، عالمی دباؤ سے نکالنے میں ناکام ہے، ملک کے اندر امن وامان قائم کرنے میں ناکام ہے، معیشت کو اعتدال پر لانے میں ناکام ہے تو اب اپوزیشن کی ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ ایک ایسی حکمتِ عملی قوم کو دے تاکہ آنے والے حالات کو سنبھالنے کے لیے قوم اس پر اعتماد کرے۔ دوسری طرف ہماری اپوزیشن کا یہ حال ہے کہ اسی سینیٹ میں پہلے اپوزیشن لیڈر جناب وسیم سجاد صاحب تھے لیکن ہمارے ملک کی سب سے بڑی اپوزیشن جماعت اس سے اختلاف کررہی تھی اس وقت تک کہ وہ اپوزیشن لیڈر نہ رہے اور اپوزیشن کو متحد کرنے میں غیر سنجیدہ رہے۔

جناب چیئرمین! آپ دیکھیں کہ اس وقت جو اپوزیشن کا مسئلہ بنا ہوا ہے، میرے خیال میں یہ صورتحال ہم پر بھی آئی تھی۔ مسلم لیگ (ق) کی حکومت اور مولانا فضل الرحمٰن صاحب اپوزیشن لیڈر تھے۔ سینیٹ میں JUI یعنی MMA کی تعداد اس وقت 23 یا 24 تھی۔ اس وقت پیپلز پارٹی کے ساتھ 5 یا 7 اراکین تھے لیکن اپوزیشن کو متحد کرنے کے لیے ہم نے پاکستان پیپلز پارٹی کے رضا ربانی صاحب کو اسی لیے اپوزیشن لیڈر بنادیا تاکہ ملک کی اپوزیشن متحد ہو اور اس میں دراڑیں نظر نہ آئیں۔ جناب چیئرمین! جب وسیم سجاد صاحب اکثریت کی بنیاد پر اپوزیشن لیڈر تھے، اس کو بھی تسلیم نہیں کیا گیا اور divided opposition تشکیل دی گئی، ہم کیسے اس کو تسلیم کریں کہ موجودہ اپوزیشن ملک کو ایک بہتر پالیسی دینے میں کامیاب ہوجائے گی۔ اگر چیئرمین صاحب نے یہاں ایک فیصلہ کیا اور ruling دی، اس کو اس انداز سے متنازعہ بنانا، میں کہتا ہوں کہ پھر تو ہمیں بھی سیاست کرنے اور پارلیمنٹ میں رہنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ اسی لیے ہمیں مجبور کیا جارہا ہے کہ پھر ہم لڑائی لڑیں، ہم جھگڑے کریں اور ہم مقابلہ کریں۔ قوم کو ہم کیا پیغام دینا چاہتے ہیں۔

جناب چیئرمین! اس وقت اپوزیشن اگر متحد ہونا چاہتی ہے اور قوم کو ایک بہتر پالیسی دینا چاہتی ہے تو حکمرانوں کی غلطیوں کی بجائے اپنی غلطیوں کی اصلاح کرے۔ اس طرح میرے خیال میں

انشاء اللہ تبارک و تعالیٰ ہم اس ملک کو کئی طرح کی مشکلات سے نکال سکتے ہیں۔ میں بے حد شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے وقت بھی دیا اور کوئی پابندی بھی عائد نہیں کی۔ واخر دعونا ان الحمدللہ رب العالمین۔

جناب چیئرمین: شکریہ مولانا صاحب۔ ڈوگر صاحب۔ جی آپ last speaker ہیں، اس کے بعد ہم adjourn کریں گے۔

سینیٹر ملک صلاح الدین ڈوگر: جناب چیئرمین! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے آج مجھے بجٹ پر کچھ عرض کرنے کا موقع فراہم کیا۔ میں سب سے پہلے تو غفور حیدری صاحب کو مبارکباد دیتا ہوں کہ وہ اپوزیشن لیڈر منتخب ہوئے۔ اس کے ساتھ ساتھ ایک بڑی افسوسناک بات عرض کروں گا کہ یہ بجٹ جس کے لیے آج ہم تجاویز پیش کر رہے ہیں، یہ بجٹ صرف حکومت کا بجٹ نہیں ہے، یہ پیپلز پارٹی کا بجٹ نہیں ہے، یہ 'ن' کا بجٹ نہیں ہے، یہ پورے پاکستان کے عوام کا بجٹ ہے۔ یہ ان غریب لوگوں کے لیے ایک سال کا بجٹ ہے لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ وہ لوگ جو اپنے آپ کو جمہوریت کا champion سمجھتے ہیں، جو لوگ اپنے آپ کو غریبوں کا ہمدرد سمجھتے ہیں، جو لوگ ٹیلی وژن پر بیٹھ کر اپنی تقریروں میں ہمیشہ غریبوں کی بات کرتے ہیں، جمہوریت کی بات کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم جمہوری لوگ ہیں لیکن کتنے افسوس کی بات ہے کہ آج غریبوں کے بجٹ کے لیے ان کے پاس بیٹھنے کا time نہیں ہے۔ ان کو صرف اپنا اقتدار چاہیے۔ وہ صرف اقتدار میں رہنا پسند کرتے ہیں کیونکہ یہ dictator کی پیداوار ہیں، جمہوریت کی پیداوار نہیں ہیں۔ یہ ہمیشہ dictator کے کاندھوں پر چڑھ کر اقتدار میں آئے ہیں جس کا ثبوت آج آپ کے سامنے ہے۔ لیڈر اپوزیشن کا ہو یا اقتدار کا، یہ آنی جانی چیزیں ہیں۔ ہم نے عوام کو دیکھنا ہے، ہمیں یہاں ایوان نے بٹھایا ہے، ہمیں عوام کے فائدے کی بات کرنی ہے، ہم نے جمہوریت کی بات کرنی ہے لیکن آج ان لوگوں کی غیر موجودگی اس بات کا ثبوت ہے کہ نہ تو انہیں جمہوریت سے کوئی ہمدردی ہے، نہ انہیں عوام سے ہمدردی ہے، انہیں صرف اقتدار سے ہمدردی ہے۔ اگر آپ انہیں اپوزیشن لیڈر بنا دیتے تو آج وہ یہاں بیٹھتے بھی اور باتیں بھی کرتے۔ دوسری جو بڑی حیرانی کی بات ہے کہ ان میں کافی پڑھے لکھے وکلا حضرات ہیں، جو قانون کو جانتے ہیں، میں بھی نام کا وکیل ہوں، میں practice نہیں کرتا لیکن تھوڑا بہت قانون کو جانتا ہوں، آپ کے notification کے بعد کسی کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ اس پر تنقید کی جائے یا اس کو challenge

کیا جائے۔ قانون بھی یہی کہتا ہے اور آپ کے قواعد و ضوابط بھی یہی کہتے ہیں۔ انہوں نے جو اس seat کو متنازعہ بنایا ہے، یہ بات قابلِ افسوس ہے۔

جہاں تک بجٹ کی بات ہے، میں صدرِ پاکستان، وزیرِ اعظم پاکستان اور وزیرِ خزانہ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ ان حالات میں جبکہ دہشتگردی، سیلاب اور دوسری چیزیں جو اس ملک پر منڈلا رہی ہیں جو کہ مسائل کے پہاڑ ہیں، اس کے باوجود اس حکومت نے ایک عوامی بجٹ پیش کیا ہے۔ کوئی نیا ٹیکس اس بجٹ میں نہیں لگایا گیا۔ میں دو تین باتیں عرض کروں گا کیونکہ آپ نے فرمایا کہ میری اس وقت کی آخری تقریر ہے۔ اس میں ہر مَد میں رقم رکھی گئی ہے کہ اگلے سال اس میں ترقی ہو۔ میں صرف ایک عرض کروں گا کہ تعلیم کے لیے جو ہم نے پیسے رکھے ہیں، اس میں زیادہ سے زیادہ ہمیں professional education کی طرف توجہ دینی چاہیے۔ کب تک ہم بابو بناتے جائیں گے، ہمارے پاس نوکریاں نہیں ہیں، وسائل نہیں ہیں، اگر professional education ہو گی اور لوگ training حاصل کریں گے تو وہ technical training اور ہنر سے خود پیسے کما سکتے ہیں۔

زراعت کے متعلق ابھی مولانا صاحب فرما رہے تھے، پاکستان میں شہید ذوالفقار علی بھٹو نے اپنے دور میں سب سے پہلے زرعی اصلاحات نافذ کی تھیں اور بڑے بڑے جاگیرداروں سے زمینیں لے کر ان لوگوں کو جو کسان تھے، جو مستحق تھے، انہیں تقسیم کی تھیں۔ پیپلز پارٹی نہ کبھی جاگیردارانہ نظام کے حق میں ہے اور نہ سرمایہ دارانہ نظام کے حق میں ہے۔ پیپلز پارٹی عوام کی جماعت ہے۔ عوام کو طاقت کا سرچشمہ سمجھتی ہے۔ ایک بات میں عرض کروں، شاید وہ مرکز سے متعلق نہ ہو، صوبوں سے متعلق ہو کہ یہ جو ہم زراعت کو آج تقسیم کر رہے ہیں ہاؤسنگ سوسائٹیوں میں، اس پر فوری طور پر پابندی لگائی جائے۔ وہ زمینیں جو قابلِ کاشت ہیں، جو باغات ہیں، جو زراعت کے لیے بڑی اہم ہیں، ان کو لوگ سستے داموں خرید کر housing societies میں تبدیل کر رہے ہیں۔ اس سے آہستہ آہستہ یہ تمام زمینیں housing societies میں تقسیم ہوجائیں گی اور پھر ہمارے پاس کھانے پینے کے لیے جگہ نہیں رہے گی۔ شاید یہ صوبائی معاملہ ہو لیکن میں آپ کی وساطت سے تجویز دوں گا کہ اس پر فوری پابندی لگائی جائے۔

دوسری بات ہمیں livestock کی طرف بھی زیادہ سے زیادہ توجہ دینی چاہیے کیونکہ آگے چل کر ہم دنیا کا مقابلہ صرف livestock سے ہی کر سکتے ہیں۔ صحت کے لیے اس بجٹ میں کافی پیسے رکھے گئے ہیں۔ بجلی کے لیے رکھے گئے ہیں اور وہ چیزیں جو کہ غیر ضروری تھیں، ان سے ٹیکس ہٹا دیے گئے

ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ایک عوامی بجٹ ہے۔ اس کے ساتھ میں عرض کروں کہ یہ پاکستان ہے، اگر یہ پاکستان نہ بنتا تو آج میرے جیسے آدمی کا سینیٹر یا BD member بننا بھی شاید ممکن نہ ہوتا۔ یہاں پر جو لوگ mill owners ہیں شاید وہ چلے دار بھی نہ ہوتے۔ آج ہمارے جو بڑے بڑے bureaucrats ہیں، یہ نائب قاصد بھی نہ ہوتے۔ یہ اسی پاکستان کی بدولت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ پاکستان ہمیں دیا اور آج ہم یہاں آزادی کے ساتھ سانس لے رہے ہیں۔ اپنی مرضی سے مذہبی عقائد پورے کر رہے ہیں۔ یہ پاکستان اسلام کے نام پر بنا تھا۔ اس کو بنانے کا جو نظریہ تھا وہ اسلامی نظریہ تھا تو جو لوگ اس پاکستان کے اب بھی مخالف ہیں، انہیں سمجھنا چاہیے کہ پاکستان اسلام کے نام پر بنا ہے۔ اس میں کبھی بھی سامراجی طاقتیں نہیں ابھر سکتیں جو اسلام کے خلاف ہیں۔

ایران اور سوڈان کا ایک بیان آیا ہے، ان کی اپنی معلومات ہوں گی لیکن میں عرض کروں کہ پاکستان اور پاکستان کی حکومت ایک مضبوط حکومت ہے۔ ہمارے ایٹمی اثاثے محفوظ ہاتھوں میں ہیں اور کسی کی یہ جرات نہیں ہے کہ ان کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھ سکے۔ میں انہی الفاظ کے ساتھ آپ کا مشکور ہوں۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: بہت بہت شکریہ۔ جی بابر صاحب! آپ کچھ فرمانا چاہتے ہیں۔

سینیٹر بابر خان غوری (وزیر برائے جہاز رانی و بندرگاہیں): جناب چیئرمین! میں personal explanation پر بات کرنا چاہتا ہوں۔ آج اس ایوان میں ANP نے واک آؤٹ کیا اور باہر جا کر انہوں نے جس طرح کے الفاظ استعمال کیے۔ جناب والا! کراچی کے علاقے پرانی سبزی منڈی میں ایک واقعہ ہوا تھا کہ ایک بیوہ کی دکان پر چند شرپسندوں نے قبضہ کیا اور اس بیوہ نے جب درخواست دی تو علیم الرحمٰن ایم پی اے وہاں پر گئے تو اس کو اغوا کر لیا گیا۔ ہم نے پولیس میں رپورٹ درج کروائی تو پولیس نے اسے ANP کے office سے برآمد کیا۔ اس پر اس نے تحریک استحقاق جمع کرائی، اس پر قرارداد pass ہوئی اور سپیکر نے ruling دی۔ جناب والا! criminals کو support نہیں کرنی چاہیے۔ وہ ایسے لوگوں کو اپنی صفوں سے نکالیں نہ کہ وہ اس بات پر سیاست کریں۔ پختونوں نے باہر جا کر کہا کہ Ministry of Ports and Shipping سے پختونوں کو نکالا جاتا ہے۔ میں یہاں on the floor of the House حلفیہ بیان دیتا ہوں کہ وہ ایک بھی آدمی کا نام بتا دیں، میں resign کر جاؤں گا۔ اس طرح کی غلط سیاست نہ کریں، جھوٹ پر مبنی سیاست نہ کریں، سندھ سے یہ کارڈ

استعمال نہ کریں۔ ہر بات کو غلط رنگ دینا، pressure دینا، میں سمجھتا ہوں کہ یہ مناسب نہیں ہے۔ جناب اسفند یار ولی صاحب کو چاہیے کہ وہ پارٹی کے اندر ایسے لوگوں پر نظر رکھیں جو شرپسندی میں ملوث ہیں۔ میں نے ایوان میں اسی لیے یہ بات کی تا کہ clear ہو سکے۔ اس کا سیاست سے کوئی تعلق نہیں ہے، ایک آدمی اغوا ہوا، پولیس نے کارروائی کی، اس کو برآمد کیا، اس نے اپنی تحریک استحقاق پیش کی، اس پر ایک قرارداد pass ہوئی۔ اس میں کوئی سیاست نہیں ہے۔ لہٰذا میں یہ بات اس ایوان کے علم میں لانا چاہتا تھا۔ شکریہ۔

Mr. Chairman: Thank you. Now the House stands adjourned to meet again on Thursday, the 9th June, 2011 at 10:30 a.m.

[Then the House was adjourned to meet again on Thursday, the 9th June, 2011 at 10:30 a.m.]